يد الله على الجماعة (ترمذی) لا جماعة الا بامارة (دارمی)

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

بانی: محدث العصر محقق دوراں حجۃ الاسلام حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ
سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ
حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی
مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 39 | جمعۃ المبارک 3 تا 17 اکتوبر 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

تَقَبَّلَ اللهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ

لاہور شہر میں جماعت اہلحدیث کی نماز عید الاضحی

ریس کورس پارک بالمقابل سروسز ہسپتال گلبرک روڈ لاہور میں سنت نبوی ﷺ کے مطابق کھلے میدان میں

شیخ الحدیث حضرت مولانا **حافظ عبدالغفار روپڑی صاحب**

امیر جماعت اہل حدیث پاکستان پڑھائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

نماز ٹھیک 7:30 بجے صبح ادا کی جائے گی

عیدگاہ میں لاؤڈ سپیکر اور مستورات کے لیے پردے کا معقول انتظام ہوگا۔ "تنظیم اہل حدیث" کی جانب سے قارئین کرام کو پرخلوص

عید مبارک

ادارہ

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

عَنْ جَابِرٍ وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا يَنْحَرُونَ الْبَدَنَةَ مَعْقُولَةَ الْيُسْرَى قَائِمَةً عَلَى مَا بَقِيَ مِنْ قَوَائِمِهَا ''سیدنا جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ اونٹ کی بائیں ٹانگ باندھ کر اسے نحر کرتے اور وہ اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہوتا تھا'' (ابوداؤد کتاب المناسک باب کیف تنحر البدن ص306 رقم الحدیث:1767)

اللہ تعالیٰ نے بھیمۃ الانعام سے قربانی کرنے کا حکم دیا ہے اور بھیمۃ الانعام یہ جانور ہیں: اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ ان جانوروں میں سے سب سے طاقتور اور با مشقت اونٹ ہے، دوسرے مذکورہ جانوروں کی نسبت اس کے اندر مادہ شر زیادہ پایا جاتا ہے اگر یہ کسی پر خفا ہو جائے تو بسا اوقات اس کی جان بھی لے لیتا ہے اور بدک جانے کی صورت میں اس پر قابو پانا بھی مشکل ہوتا ہے، ایسے جانور کو ذبح کرتے وقت انتہائی احتیاط سے کام لینے کی ضرورت تھی، اسی لیے شریعت نے لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرتے ہوئے اس کو ذبح کرنے کا طریقہ کو آسان بناتے ہوئے دوسرے جانوروں سے مختلف بتلایا ہے اور اسے نحر کہا جاتا ہے اور طریقہ نحر یہ ہے کہ اونٹ کا اگلا بایاں گھٹنہ باندھ کر اسے تین ٹانگوں پر کھڑا کیا جائے پھر تیز دھار آلہ (چھری، چاقو، تیر یا برچھی وغیرہ) اس کی گردن میں لبہ کے قریب مارا جائے آہستہ آہستہ خون بہنے کی وجہ سے وہ ایک طرف گر جائے گا، پھر اس کی کھال وغیرہ اتار کر گوشت بنا لینا چاہیے یہی (نحر) اس کا ذبح ہوتا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ''قربانی کے اونٹ جن کو ہم نے تمہارے لیے شعائر میں سے بنایا ان میں تمہارے لیے بھلائی ہے لہذا نحر کے وقت جب وہ پاؤں بندھے کھڑے ہوں تم ان پر اللہ کا نام ذکر کرو، پھر جب ان کے پہلو زمین پر گر جائیں تم ان کا گوشت خود بھی کھاؤ، سوال کرنے والے اور نہ سوال کرنے والے محتاجوں کو کھلاؤ، اسی طرح ہم نے چوپائے تمہارے تابع کر دیے ہیں تاکہ تم اللہ کا شکر ادا کرو۔'' (الحج:36)

لفظ صواف کی تعریف کرتے ہوئے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی قیام معقولۃ یعنی ایک ٹانگ پر کھڑا کرنا ہے۔ (تفسیر فتح القدیر ج 13 ص558) اسی طرح امام شوکانی اس آیت فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا کے متعلق فرماتے ہیں کہ وجوب سے مراد ساقط ہونا ہے یعنی جب نحر ہونے کے بعد اونٹ گر جائے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کی روح نکل جائے۔

(تفسیر فتح القدیر ج13 ص556)

(بقیہ ص:24)

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور
مدیر اعلیٰ
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل اُم القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید

مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی

معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی

معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز

منیجر: حافظ عبدالظاہر عازب 0300-8001913

Abdulzahir143@yahoo.com

کمپوزنگ: ذوالفقار عظیم محنی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ الاعراف 7
عشرہ ذوالحجہ اور قربانی کے مسائل 9
قربانی کے احکام و مسائل 14

زر تعاون

فی پرچہ....10 روپے

سالانہ....500 روپے

بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

سعودی عوام کو ان کا 48 واں قومی دن مبارک

23 ستمبر کو سعودی عرب میں قومی دن کی حیثیت حاصل ہے۔ ریاض کے حکمران خاندان پر جب آل رشید نے حملہ کر کے فتح حاصل کر لی تو ریاض کے حکمران عبدالرحمن بن فیصل اپنے لخت جگر شہزادہ عبدالعزیز کے ہمراہ کویت چلے گئے۔ انھوں نے اپنے ہونہار بچے عبدالعزیز کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ قرآن مجید کی تعلیم قاضی عبداللہ الخزرجی سے حاصل کرنے کے بعد فقہ اور اصول فقہ و دیگر علوم شیخ عبداللہ بن عبداللطیف کے حلقہ درس میں پڑھے۔ اسی اثناء میں انھیں کویت میں مقیم مولانا عبدالرحیم غزنوی جیسے صاحب علم و عمل سے درس حدیث کا موقع ملا۔

شہزادہ عبدالعزیز کو بچپن سے ہی اپنا علاقہ واپس لینے کی تمنا و تڑپ نے بے چین کیے رکھا اور وہ اپنے آباؤ اجداد کی چھنی ہوئی سلطنت کو واپس لینے کے لیے منصوبے بناتے رہتے تھے۔ 1900ء میں جبکہ شہزادہ عبدالعزیز کی عمر ابھی اکیس برس تھی۔ ایک مختصر قافلے کے ہمراہ ریاض پر حملہ آور ہوئے لیکن کامیاب نہ ہو سکے اور واپس کویت چلے گئے۔ انھوں نے اپنے بھائیوں کو اپنا ہم نوا بنایا اور 5 شوال 1319ھ بمطابق 15 جنوری 1902ء کو ابن رشید کے کمانڈر عجلان کو شکست دے کر ریاض پر قبضہ کر لیا۔ اب شہزادہ عبدالعزیز شاہ عبدالعزیز بن چکے تھے۔ والد محترم کو کویت سے بلا کر بادشاہت کی ذمہ داری ان کے سپرد کرنا چاہی لیکن والد ماجد نے بطور نگران ذمہ داری قبول کر لی۔

البتہ بادشاہت اپنے ہونہار بیٹے کے پاس ہی رہنے دی۔ شاہ عبدالعزیز نے اپنی قلمرو میں بہت اضافہ کر کیا۔ 1921ء میں حائل 1924ء میں طائف اور مکہ مکرمہ 1925ء میں مدینہ منورہ اور جدہ کو اپنی سلطنت کا حصہ بنالیا۔ 1220ء میں شاہ عبدالعزیز کے جد امجد امیر محمد بن سعود نے مکہ شریف سے مدینہ منورہ تک قبضہ کر لیا تھا۔ چھ سال بعد محمد علی پاشا نے حملہ کیا یوں مدینہ منورہ آل سعود کے ہاتھوں سے جاتا رہا۔ اب شاہ عبدالعزیز تقریباً ایک سو اٹھارہ سال بعد مدینہ منورہ کو سعودی قلمرو میں شامل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ شاہ عبدالعزیز نے سرزمین نجد اور پھر حجاز کے منتشر قبائل کو ایک وحدت میں پرو کر اسلامی اصولوں پر مبنی متحدہ مملکت بنانے میں اکتیس برس شب و روز محنت شاقہ اور جہاد کیا۔

23 ستمبر 1932ء بمطابق 1351ھ کو شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمان آل سعود نے موجودہ مملکت سعودی عرب کی داغ بیل ڈالی، اسی نسبت سے مملکت سعودی عرب میں ہر سال 23 ستمبر کا دن بطور قومی دن کے منایا جاتا ہے۔ سعودی عرب میں چونکہ ہجری کیلنڈر رائج ہے اس مناسبت سے 1435ھ ان کا چوراسیواں سال ہے۔ مملکت سعودی عرب جغرافیائی طور پر براعظم ایشیاء، افریقہ اور یورپ کے سنگم پر واقع ہے لیکن اس کی اساس جغرافیائی سے بھی بڑھ کر نظریاتی ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ اس گھر میں جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور تمام مسلمانوں کے اتفاق اور اتحاد کا مظہر تھا وہ فرقہ واریت کی عصبیت کا شکار ہو چکا تھا سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا بسایا ہوا شہر مکہ اور پیارے پیغمبر امام الانبیاء ﷺ سے منسوب شہر مدینۃ الرسول شرک کے اڈوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ عثمانی دور خلافت میں مکہ میں بھی غیر اللہ کی پرستش کے آستانے موجود تھے اور جنت البقیع کی قبروں پر قبے تعمیر کر کے وہاں اعلانیہ شرکیہ رسوم ادا کی جاتی تھیں۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے محمد بن عبدالوہاب جیسی نابغۂ روزگار شخصیت کو سرزمین نجد سے اٹھایا۔ انھوں نے علمی میدان میں شرک وبدعات کے خاتمے اور توحید خالص کی معرفت کے لیے اپنے قلم کے ذریعے جہاد کیا، جب اللہ تعالیٰ کسی سرزمین پر اپنی رحمت کا نزول کرنا چاہتے ہیں تو اسباب خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف آل سعود کے ہاتھ میں تلوار تھی تو دوسری طرف آل شیخ کے ہاتھوں میں قرآن وسنت کی طاقت تھی۔ جب جہاد بالسیف اور جہاد بالقلم ایک ہو گئے تو رحمت پروردگار سے ایک طرف قبائل پر قبائل اور علاقے پہ علاقے فتح ہو گئے، دوسری طرف شرک وبدعات کا قلع قمع ہو گیا۔

ادھر ایک خطے کا نام "المملكة العربية السعودية" رکھا جا رہا تھا جس کا نظام اول یوم سے ہی قرآن وسنت قرار دیا گیا۔ ادھر میرے اللہ نے اپنے رسول حق کی زبان مبارک سے جو کہلوایا تھا کہ جب کسی سرزمین پر اللہ کی حدود میں سے کسی ایک حد کا نفاذ کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اتنی رحمت نازل فرماتے ہیں جتنی کسی پیاسی زمین پر چالیس دن رحمت کی بارش برسنے سے ہوتی ہے۔ قرآن وسنت کے نفاذ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس مملکت پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیئے۔ اسلامی قانون کے نفاذ کی برکت سے مملکت سعودی عرب امن وامان کا گہوارہ بنی ہوئی ہے۔

آج کرۂ ارضی پر جتنے ممالک ہیں جرائم پیشہ افراد نے ان کا جینا حرام کیا ہوا ہے۔ پوری دنیا میں چوروں، ڈکیتوں، تخریب کاروں، اغوا کاروں، راشی افسروں، منشیات فروشوں، قحبہ خانوں، قمار بازوں، کاروبار میں ملاوٹ، دھوکے باز اور کذابوں کا راج ہے۔ سعودی عرب واحد ملک ہے جہاں آج بھی امن وامان ہے۔ مملکت کے ایک سرے سے دوسرے تک بلا خوف وخطر آپ شب وروز سفر کر سکتے ہیں۔ اشیائے خورد ونوش خالص، ادویات خالص، قیمتوں میں استحکام، دفاتر آج بھی رشوت سے پاک، قانون کی نظر میں سب برابر، جرائم نہ ہونے کے برابر اور اگر کوئی شخص جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو سزا سے بچ نہیں سکتا، دوسری طرف یہ مملکت آج دنیا کی امیر ترین ریاستوں میں شمار ہوتی ہے۔ سعودی حکومت تعلیم وتبلیغ اسلام کے لیے پوری دنیا میں کوشاں ہے۔ دنیا کی ہر زندہ زبان میں قرآن مجید، صحاح ستہ اور دیگر اسلامی کتب کے تراجم کر کے مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔ کسی بھی ملک میں مسجد اور اسلامک سنٹر کی تعمیر کی ضرورت ہو تو سعودی عرب نہ صرف عمارت تعمیر کر کے دے گا بلکہ اس کے آئمہ وخطباء اور مدرسین کی تنخواہیں بھی ادا کرتا ہے۔

سعودی جامعات سے فارغ التحصیل سکالرز کو سعودی عرب خود تنخواہ ادا کر کے مختلف ممالک میں تدریسی اور تبلیغی مشاغل کے لیے بطور مبعوث متعین کرتا ہے۔ حرمین شریفین کی توسیع اور تزئین وآرائش نیز معتمرین اور حجاج کرام کو سہولتیں مہیا کرنے کے لیے ہر سعودی حکمران نے خزانے کے منہ کھلے رکھے ہیں۔ اگر میں ماضی میں ہونے والی حرمین کی وسعت اور تزئین وآرائش کا تذکرہ کروں تو یہ صفحات اپنی تنگ دامنی کا شکوہ کریں گے۔ میں صرف موجودہ فرمانروا شاہ عبداللہ کی تعمیری مساعی کی ادنیٰ سے جھلک پیش کروں گا، اس سے اس خاندان کے ان کے پیشرووں کی خدمات کا اندازہ ہو جائے گا۔

مسجد الحرام میں اس وقت آٹھ لاکھ نمازیوں کی گنجائش موجود ہے اب جس پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے اس کی تکمیل کے بعد بیس لاکھ سے زائد نمازیوں کی گنجائش پیدا ہو جائے گی۔ مطاف کو نہ صرف وسعت دی جا چکی ہے بلکہ اسے تین منزلہ بھی کر دیا گیا ہے۔ اس طرح بیک وقت تقریباً پانچ لاکھ افراد طواف کر سکیں گے۔ صفا اور مروہ کے درمیان اس وقت تقریباً 44 ہزار زائرین کے لیے سعی کی گنجائش ہے جو موجودہ تعمیر کے بعد تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار افراد بیک وقت آسانی کے ساتھ سعی کر سکیں گے۔ اسی طرح مسجد نبوی کی وسعت کے بعد اس حرم میں تقریباً دوگنا نمازیوں کی گنجائش پیدا ہو جائے گی۔

سعودی عرب زراعت میں بھی اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ گندم درآمد کرنے والا یہ ملک اب نہ صرف گندم میں خود کفیل ہو چکا ہے بلکہ برآمد بھی کرتا ہے۔ حجاج کی سہولت کے لیے منیٰ سے عرفات تک بلاتوقف ریل کی آمد ورفت جاری رہتی ہے اور اب مکۃ المکرمہ کو مدینہ منورہ سے بذریعہ ٹرین ملایا جارہا ہے جو کہ نان سٹاپ ہونے کی وجہ سے صرف تین ساڑھے تین گھنٹے میں یہ سفر طے کرے گی۔ سعودی جامعات میں جدید سائنسی تعلیم، تحقیق، اتصالات پر قلم اٹھایا جائے تو یہ ایک ضخیم مضمون بن جائے گا۔ اسی طرح ٹرانسپورٹ کا زمینی اور فضائی شعبہ آج دنیا کے کسی بھی جدید ترین کا مقابلہ کرتا ہے۔

میں مملکت سعودیہ عربیہ کی پوری دنیا بالخصوص اسلامی دنیا کے لیے ایثار وقربانی کی ایک ہلکی سی جھلک پیش کروں گا۔ ناگہانی آفات زلزلہ، سیلاب اور بارشوں سے تباہی یا قحط سالی کسی ملک کو درپیش ہو سعودی عرب ہمیشہ ان ممالک کی تعمیر وترقی میں صف اول میں کھڑا ہوتا ہے۔ 1965ء میں ہندوستان نے رات کی تاریکی میں اچانک چھ ستمبر کو حملہ کر دیا انڈین فوج کا خیال تھا کہ پاکستان کے اہم شہروں لاہور، سیالکوٹ وغیرہ پر غفلت میں ہی قابض ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے پاکستان کی بہادر افواج کو وہ جرأت عطا فرمائی کہ اپنے سے کئی گنا بڑے ملک کی فوج کے دانت کھٹے کر دیے۔ سترہ دن کی یہ گھمسان کی جنگ پاکستان کے لیے بہت بڑی آزمائش تھی۔

سعودی عرب میں اس وقت شاہ فیصل حکمران تھے انھوں نے صدر ایوب خان کو حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہم صحرائی لوگ ہیں کھجوریں کھا کر بھی گزارہ کر لیں گے سعودی عرب کے وسائل پاکستان کے لیے وقف ہیں۔ 2005ء کے زلزلہ میں کہ جس نے صوبہ k.p.k اور آزاد کشمیر میں سینکڑوں میل کا علاقہ کھنڈرات میں تبدیل کر دیا تھا، اس ناگہانی آفت پر سب سے پہلے سعودی عرب کی حکومت نے مصیبت زدگان کی امداد کا اعلان کیا تھا۔

موجودہ فرمانروا شاہ عبداللہ نے 133 ملین امریکی ڈالر کا فوری اعلان کیا۔ انھوں نے سعودی طیاروں کی قطار ٹوٹنے نہیں دی۔ خیمے، کمبل، لباس، خوراک، ادویات، رضاکاروں، ڈاکٹروں کی کھیپ اور پھر سرکاری امداد پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سعودی عوام سے بھی اپیل کی کہ اس مشکل گھڑی میں پاکستان کی ہر طرح سے امداد کریں۔ زلزلہ سے متاثرہ شہروں بالاکوٹ، مظفرآباد، باغ میں (Prefabricated Matrid) جنوبی کوریا، چین اور ترکی سے درآمد شدہ فائبر گلاس کے گھر تعمیر کر کے دیے۔

بالاکوٹ میں چار ہزار گھر جن پر ساڑھے اٹھارہ ملین امریکی ڈالر خرچ ہوئے۔ مظفرآباد میں تین ہزار گھر جن پر سولہ ملین امریکی ڈالر خرچ ہوئے۔ باغ میں چودہ سو گھر جن پر ساڑھے آٹھ ملین امریکی ڈالر خرچ ہوئے ان گھروں کے لیے پہلے کنکریٹ سے بنیادیں تیار کی جاتی ہیں پھر ان کے اوپر ان چادروں کو بولٹ کے ذریعے کس کر چند گھنٹوں میں گھر تیار ہو جاتا ہے، اسکے علاوہ یہ گھر موسمی اثرات سے محفوظ بھی رکھتا ہے اور ان فائبر گلاس چادروں کا رنگ بھی کبھی خراب نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں سعودی حکومت نے ان علاقوں میں سکول، ہسپتال اور مساجد بھی تعمیر کرائیں، طلباء کے لیے کتب اور کھلونے تک مہیا کیے۔

2010ء میں مظفرگڑھ، رحیم یارخاں کے علاقوں میں سیلاب نے تباہ کاریاں کیں تو سعودی عرب نے پھر اپنے خزانے پاکستان کے مصیبت زدگان کے لیے وقف کر دیے۔ اس وقت سعودی سفیر ڈاکٹر ابراہیم الغدیر سیلاب زدگان کے ہمراہ وہیں قیام پذیر رہے اور اپنے ہاتھوں سے خورد ونوش کا سامان تقسیم کرتے رہے۔ پاکستان میں اس سال دھرنوں کی وجہ سے حکومت سعودی عرب نے اپنا سفیر متعین نہیں کیا قائمقام سفیر جناب جاسم الخالدی کی دعوت پر جماعت اہلحدیث پاکستان کے وفد نے 23 ستمبر کو قومی دن کی تقریب میں حضرت الامیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ کی قیادت میں شمولیت کی۔ وفد کے ارکان میں راقم الحروف کے علاوہ حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پنجاب، مولانا محمد سلیمان شاکر ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پنجاب، سیٹھ محمد سلیمان، حافظ عبدالرزاق عابد امیر جماعت اہل حدیث ضلع فیصل آباد شامل تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آل سعود کو قیامت تک حرمین شریفین کی خدمت اور عالم اسلام کی قیادت کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

الاستفتاء

قربانی کے جانور آفت زدہ علاقوں میں بھیجنا

سوال (1) سیلاب زدہ علاقوں کے لوگ جانی ومالی نقصان کے پیش نظر قربانی نہیں دے سکتے تو کیا ہم سیلاب زدگان کی مدد کے لیے اپنی قربانی کے جانور وہاں بھیج سکتے ہیں؟ سوال (2) قربانی کے جانور کا گوشت یا چمڑا قصاب کو بطور اُجرت دیا جاسکتا ہے؟ سوال (3) کیا قربانی کے لیے مختص کی گئی رقم نقدی کی صورت میں بطور صدقہ ان علاقوں میں بھیج سکتے ہیں؟ سوال (4) قربانی کا گوشت کسی غیر مسلم کو دینا شرعاً جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان مسائل کی وضاحت فرمائیں۔

سائل: وقار عظیم بھٹی میر محمدی

جواب نمبر (1): حدیث شریف میں ہے: سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں

دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْأَضْحَى زَمَنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ادَّخِرُوا ثَلَاثًا، ثُمَّ تَصَدَّقُوا بِمَا بَقِيَ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَّخِذُونَ الْأَسْقِيَةَ مِنْ ضَحَايَاهُمْ، وَيَجْمُلُونَ مِنْهَا الْوَدَكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: وَمَا ذَاكَ، قَالُوا: نَهَيْتَ أَنْ تُؤْكَلَ لُحُومُ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ، فَقَالَ: إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ أَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ، فَكُلُوا وَادَّخِرُوا وَتَصَدَّقُوا " رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قربانی کے وقت دیہاتوں کے کچھ لوگ (قربانی کے گوشت کے حصول کے لیے) مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم تین دن تک قربانی کا گوشت ذخیرہ کرو باقی صدقہ کردو۔ پس جب اگلا سال آیا تو لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ لوگ قربانیوں کے چمڑوں سے مشکیزے بناتے اور چربی پگھلاتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ آپ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کر رکھا ہے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: میں نے صرف قربانی کے وقت دیہاتوں سے (گوشت کی غرض سے) آنے والے لوگوں کے سبب (تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے پر) منع کیا تھا، اب تم کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو

(مسلم کتاب الاضاحی باب بیان ما کان من النھی عن اکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث ج7 جز13 ص109 رقم الحدیث: 1971)

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں (1) صحابہ کرامؓ نے قربانی کے گوشت، چمڑوں اور چربی کا ایک ہی حکم سمجھا تھا اسی لیے وہ تین دن سے زیادہ چمڑوں اور چربی کو بھی اپنے پاس رکھنے سے رک گئے اور رسول اللہ ﷺ کا ان کے اس موقف (قربانی کے گوشت اور چمڑوں کا ایک حکم سمجھنے) پر خاموشی اختیار کرنا ان کی تائید کرنا اور ان کے موقف کو صحیح سمجھنا تھا (2) قربانی کرنے والا قربانی کے گوشت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اسی طرح وہ قربانی کے چمڑے اور چربی سے بھی فائدہ حاصل کرسکتا ہے (3) قربانی کرنے والا قربانی کے گوشت کو فروخت نہیں کرسکتا اور نہ ہی قربانی کی کھال اور چربی کو فروخت کر کے اپنے استعمال میں لا سکتا ہے (4) قربانی کا گوشت بطور اُجرت کسی کو نہیں دیا جاسکتا، اسی طرح قربانی کا چمڑا بھی کسی کو بطور اُجرت نہیں دیا جاسکتا (5) رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو ان دیہاتیوں کی سہولت کے لیے قربانی کے کچھ جانور ان دیہاتوں میں ان کے پاس بھیجنے کا حکم نہیں دیا بلکہ انھیں (صحابہؓ کو) پابند کیا کہ وہ آنے والے لوگوں کو قربانی کے گوشت سے محروم نہ کریں حالانکہ ان علاقوں میں قربانی کے جانور بھیج کر ذبح کرانے میں انھیں سہولت تھی لہٰذا ثابت ہوا کہ سیلاب زدگان کے لیے جانوروں کو بھیجنا شرعاً درست نہیں بلکہ قربانی کا گوشت بھیجا جاسکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو جانور

بھیجنے کا حکم نہیں دیا، اگر اس طرح جانور بھیجنا جائز ہوتا تو نبی کریم ﷺ ان کی سہولت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بعض جانور بھیجنے کا حکم ارشاد فرماتے۔

جواب نمبر (2) قربانی کے گوشت اور چمڑے کا شرعا ایک ہی حکم ہے جس طرح قربانی کا گوشت قصاب کو بطور اُجرت نہیں دیا جاسکتا اسی طرح اس کا چمڑا بھی بطور اُجرت نہیں دیا جاسکتا جیسا کہ جواب نمبر 1 کی مذکورہ بالا حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔

جواب نمبر (3) قربانی کا جانور ذبح کرنے کی بجائے اس کی رقم کو آفت زدہ علاقوں میں صدقہ کرنا بھی درست نہیں کیونکہ خیر القرون کے عہد میں بھی آفتیں آتی تھیں لیکن کسی صحیح حدیث یا تعامل اُمت سے اسلامی شعائر کو ادا کرنے کی بجائے اس کی رقم کو صدقہ کرنا ثابت نہیں ہے، کیونکہ قربانی بھی شعائر اسلام سے ہے اور اس کی عظمت و تکریم کرنا تمام اہل ایمان کے لیے ضروری ہے اور ان کی عظمت وہی انسان کرتا ہے جس کے دل میں اللہ کا خوف ہو۔

ارشاد ربانی ہے: وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ "اللہ تعالیٰ نے جو تعظیم والی چیزیں مقرر کی ہیں ان کی تعظیم کرنا بڑی عظمت والی بات ہے اور ان کی عظمت کرنا دلوں کی پرہیز گاری ہے۔" (الحج 32) اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ "اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں اور اس کے حرمت والے مہینوں میں نیاز اور قربانی کے جانوروں کی توہین نہ کرو" اسی طرح ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

"قربانی کے اونٹ جن کو ہم نے تمہارے لیے شعائر میں سے بنایا ہے ان میں تمہارے لیے بھلائی ہے لہٰذا نحر کے وقت جب وہ پاؤں بندھے کھڑے ہوں تم ان پر اللہ کا نام ذکر کرو، پھر جب ان کے پہلوز مین پر گر جائیں تم ان کا گوشت خود بھی کھاؤ، سوال کرنے والے اور نہ سوال کرنے والے محتاجوں کو بھی کھلاؤ، اسی طرح ہم نے چوپائے تمہارے تابع کر دیے ہیں تا کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو۔" (الحج: 36)

ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ قربانی کے جانوروں کی تعظیم ان کو موٹے تازے کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان جانوروں کا خون بہانا مطلوب ہے اس کے برعکس ان کی قیمت صدقہ کرنا ہرگز مطلوب نہیں۔ اس کے علاوہ قربانی ایک اسلامی شعائر ہے اور شعائر اسلام میں تبدیلی تقویٰ کے خلاف ہے لہٰذا ان کی تکریم و تعظیم کرنا تقویٰ ہے اور اس کا تقاضا خون بہانا ہے، اگر بنظر عمیق دیکھا جائے تو جس غربت و افلاس کو بنیاد بنا کر بعض نام نہاد مفکرین قربانی کی جگہ نقدی صدقہ دینے کو ترجیح دیتے ہیں ان کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ عہد رسالت میں آج کے مقابلہ میں غربت کہیں زیادہ تھی لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، ائمہ عظام اور سلف صالحین کا عمل قربانی ذبح کرنا تواتر سے چلا آرہا ہے، اس لیے قربانی کے جانور کی قیمت کو صدقہ کرنا شرعاً کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔

جواب نمبر (4): ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ "تم مانگنے اور نہ مانگنے والوں کو قربانی کا گوشت کھلاؤ" (الحج: 36) اس میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی، لہٰذا قربانی کا گوشت بلا تفریق مسلم اور غیر مسلم کو دیا جاسکتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد یحییٰ کو صدمہ

شیخ الحدیث حافظ عبدالرشید گوہڑوی مرحوم کے چھوٹے بھائی پروفیسر ڈاکٹر محمد یحییٰ صاحب کا بیٹا تقریباً 35 سال کی عمر میں 14-09-27 کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے داعی اجل کو لبیک کہہ گیا ہے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے اپنے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بھائی، ایک بہن اور ایک معصوم بیٹا چھوڑا ہے۔ پروفیسر صاحب کے لیے پیرانہ سالی میں یہ صدمہ نہایت دلخراش ہے۔

تمام قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(شریک غم: محمد حسن سعید منتظم دار العلوم تقویۃ الاسلام مدرسہ غزنویہ لاہور)

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

(قسط نمبر 23)

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَۙ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ۝ جہنمی اہل جنت کو آواز دیں گے کہ ہم پر کچھ پانی انڈیل دو یا اس رزق میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں دیا ہے (ہمیں بھی دے دو) جنتی کہیں گے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں چیزیں کافروں (اہل جہنم) پر حرام کردی ہیں۝ وہ لوگ جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنالیا اور انھیں دنیاوی زندگی نے دھوکے میں ڈالے رکھا، چنانچہ آج ہم بھی انھیں اسی طرح ضرور بھلادیں گے جس طرح انھوں نے اپنی اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا اور جیسے وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۝

مشکل الفاظ کے معانی

اَفِيْضُوْا	تم انڈیل دو
لَهْوًا وَّلَعِبًا	کھیل تماشہ
غَرَّتْهُمُ	انھیں دھوکہ میں ڈال دیا
نَنْسٰىهُمْ	ہم نے انھیں بھلا دیا
يَجْحَدُوْنَ	وہ انکار کرتے تھے

ماقبل سے مناسبت

سابقہ آیات کریمہ میں اصحاب اعراف اور اہل جہنم کا مکالمہ مذکور تھا۔ ان آیات میں اہل جنت اور اہل جہنم کا مکالمہ بیان فرما کر اس کی منظر کشی کی گئی ہے۔

التوضیح

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی راہنمائی کے لیے بعض مقامات پر احوال آخرت کی منظر کشی فرمائی ہے تاکہ انسان صراط مستقیم کی اہمیت واضح ہونے پر اس لیے شریعت پر عمل پیرا ہونا آسان ہو جائے گا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان ہونے والے مکالمہ کو اس طرح بیان فرمایا کہ اہل جہنم جب اپنی آنکھوں سے اہل جنت کو ملنے والے انعامات کا مشاہدہ کریں گے تو وہ اہل جنت سے پانی اور دوسری نعمتوں کا سوال کریں گے لیکن اہل جنت ان کو جواب میں کہیں گے کہ یہ دونوں چیز اللہ تعالیٰ نے کافروں پر حرام کردی ہیں۔

نعمت باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سے پانی اور خوراک اور خوراک کے لیے استعمال ہونے والی اشیاء بڑی اہمیت کی حامل ہیں، اہل جہنم کا جنتیوں سے پانی اور دوسری نعمتوں کا سوال کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ پانی اور خوراک سے اہل جہنم حالت عذاب میں بھی مستغنی نہیں ہوں گے اور پیاسے کو پانی پلانا اللہ کے ہاں محبوب اعمال میں سے ہے۔ ایک مرتبہ حضرت سعدؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے نزدیک سب سے اچھا صدقہ کونسا ہے تاکہ اسے میں اپنی ماں کی طرف سے کرسکوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ پانی ہے'' انھوں نے اپنی ماں کی طرف سے کنواں کھدوا کر صدقہ کیا۔ (سنن ابی داود کتاب الزکاۃ باب فی فضل سقی

الماء ص 291 رقم الحدیث: 1679 حسن۔ الموسوعة الحدیثیة مسند الامام احمد بن حنبل ج 37 ص 124 رقم الحدیث: 22459)

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کو دوران سفر شدت کی پیاس لگی اس نے کنویں کے اندر اتر کر پانی پیا، جب وہ باہر نکلا تو اس نے وہاں ایک کتا دیکھا جو کہ پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا، وہ دوبارہ کنویں میں اترا اس نے اپنے موزے سے پانی نکال کر اس کتے کو پلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسی بناء پر اُسے معاف فرما دیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا جانوروں کو کھلانے یا پلانے میں ہمارے لیے اجر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: فِیْ کُلِّ کَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ "ہر جگر والی چیز کو پلانے میں تمہارے لیے اجر ہے۔" (مسلم کتاب قتل الحیات باب فضل ساقی البھائم: ج 7 جز 14 ص 199 رقم الحدیث: 2244 بخاری بشرح الکرمانی کتاب المساقاة باب فضل سقی الماء ج 10 ص 149 رقم الحدیث: 2363 الموسوعة الحدیثیة مسند الامام احمد بن حنبل ج 14 ص 461 رقم الحدیث: 8874 صحیح علی شرط مسلم)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عورت بلی کو قید رکھنے کی وجہ سے جہنم میں چلی گئی کیونکہ نہ تو اس نے خود اُسے کھلایا پلایا اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے حشرات سے کھا سکے۔ (مسلم کتاب قتل الحیات باب تحریم قتل الھرة: ج 7 جز 14 ص 198 رقم الحدیث: 2242 بخاری بشرح الکرمانی کتاب احادیث الانبیاء باب قوله جره بلفراه ج 14 ص 77 رقم الحدیث: 3482 الموسوعة الحدیثیة مسند الامام احمد بن حنبل ج 13 ص 240 رقم الحدیث: 7847 صحیح علی شرط شیخین

قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ اہل جہنم جب اہل جنت سے جنت کی نعمتوں میں سے بعض کا مطالبہ کریں گے تو وہ ان کو جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر جنت کی نعمتیں حرام کر دی ہیں تو اہل جنت کا یہ جواب کفار کی مایوسی میں مزید اضافہ کر دے گا۔

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا

اللہ تعالیٰ نے کفار کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ان کا ایک وصف یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ دنیا کی زیب و زینت اور جاہ و جلال پر اعتماد کرتے ہوئے دین حنیف کو مذاق، کھیل اور تماشہ بنا لیتے تھے۔ آخرت کی بہتری کے لیے انھیں جن اعمال کا حکم دیا گیا تھا ان سے غافل ہو کر دنیا میں کھو گئے اور اس زندگی سے انھوں نے کما حقہ فائدہ نہ اٹھایا بلکہ بچوں کی طرح کھیل اور تماشے کا عارضی فائدہ اٹھایا۔ افسوس! دنیا کی ظاہری اور رنگینیوں بھری زندگی نے انھیں دھوکے میں مبتلا کیے رکھا، حقیقت یہی ہے کہ دنیا کی زندگی انسان کو دھوکے میں ڈال دیتی ہے اسی لیے وہ عمر کے لمبا اور مال کے زیادہ ہونے، عیش و عشرت اور جاہ و جلال کی تمنا کرتا ہے، اسکی یہ آرزوئیں شدت اختیار کرتے ہوئے اسے طلب دین سے روک دیتی ہیں

فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝ انسان مال اور جاہ و جلال کی طلب میں شرعی احکامات کو پس پشت ڈال کر اپنے مالک حقیقی کی ملاقات کو بھول جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہم بھی اسے اسی طرح بھلا (نظر انداز کر) دیں گے جس طرح اس نے ہماری ملاقات کو بھلا دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا بندے کو بھلا دینا

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں خیر کے اعتبار سے بھلا دے گا لیکن شر کے اعتبار سے نہیں بھلائے گا۔ (تفسیر طبری ج 8 ص 264) ابن عباسؓ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو چھوڑ دیں گے جس طرح انھوں نے قیامت کی ملاقات (کی فکر) کو چھوڑ دیا تھا۔ (تفسیر ابن ابی حاتم ج 4 ص 116 رقم الحدیث: 8570) اسی طرح امام سدیؒ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ اللہ کی رحمت سے محروم کر دیے جائیں گے جس طرح انھوں نے اللہ کی ملاقات کے لیے اعمال صالحہ کو چھوڑ دیا تھا۔ (تفسیر ابن ابی حاتم ج 4 ص 177 رقم الحدیث: 8575)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے کو فرمائیں گے کیا میں نے تیری عزت افزائی نہیں کی تھی؟ کیا میں نے تجھے سرداری اور بیوی نہیں دی تھی؟ کیا میں نے گھوڑے اور اونٹ تیرے تابع نہیں کیے تھے؟ کیا میں نے تجھے چھوڑ نہیں دیا تھا کہ تو عزت اور وقار سے

جیسے چاہے کھائے پیے۔ انسان کہے گا یا اللہ! یہ سب کچھ درست ہے، اللہ فرمائے گا کیا تجھے یقین نہ تھا کہ تو ایک دن میرے ساتھ ملاقات کرے گا؟ بندہ جواب دے گا کہ مجھے ملاقات کا یقین نہیں تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا: إِنِّي أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي "میں بھی آج تجھے بھلا دوں گا جیسے تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔" (مسلم كتاب الزهد باب الدنيا سجن المومن ج9جز 18ص82رقم الحديث: 2968 الموسوعة الحديثية مسند الامام احمد بن حنبل ج16ص 245رقم الحديث: 10378صحيح على شرط مسلم صحيح ابن حبان كتاب اخباره عن مناقب الصحابة باب وصف الجنة ج16ص 478رقم الحديث: 7445صحيح) یعنی اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کے عذاب میں چھوڑ دے گا جس طرح انھوں نے دنیا میں اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہوئے اعمال صالحہ کو چھوڑ دیا تھا۔

اخذ شدہ مسائل

(1) اللہ تعالیٰ اہل جہنم کو اہل جنت کے سامنے رسوا کریں گے، اسی رسوائی کے سبب وہ اہل جنت سے بعض نعمتوں کا سوال کریں گے (2) جنت کی نعمتیں اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے حلال اور اہل جہنم پر اللہ کی ناراضگی کی وجہ سے ہی حرام ہوں گی (3) بعض لوگ دنیاوی جاہ وجلال اور زیب وزینت پر فریفتہ ہو کر دین اسلام کو کھیل اور تماشہ بنا لیتے ہیں یہی چیز ان کو اللہ کی آیات کے انکار کی طرف لے جاتی ہے (4) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجرموں کو اسی طرح بھلا دیں گے جس طرح انھوں نے دنیا میں اللہ کی ملاقات کو بھلا دیا تھا (5) اہل جہنم کا اہل جنت سے پانی طلب کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کسی پیاسے کو پانی پلانا افضل ترین صدقہ ہے۔

بقیہ: قربانی کے احکام ومسائل

(2) قربانی بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر کی جائے۔

سیدنا انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول معظم ﷺ نے دو چتکبرے، سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی دی آپ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا اور (ذبح کرتے وقت) بسم اللہ واللہ اکبر پڑھا۔ (بخاری بشرح الكرمانی كتاب الأضاحی باب التكبير عند الذبح ج20ص 102رقم الحديث: 5565 صحيح مسلم كتاب الأضاحی باب استحباب لاضحية وذبحها مباشرة بلا توكيل والتسمية والتكبير ج7جز 13 ص100رقم الحديث: 1966)

قربانی کا جانور کن عیوب سے پاک ہو:

اللہ کے راستے میں جانور ذبح کرتے وقت ان شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ چار قسم کے جانور قربانی میں جائز نہیں، یک چشم جس کا یک چشم ہونا بالکل صاف طور پر معلوم ہو، بیمار جس کی بیماری واضح ہو، لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، اور ایسا بوڑھا کہ اس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو۔ (سنن أبی داود كتاب الضحايا باب ما يكره من الضحايا ص 497رقم الحديث: 2802)

سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم (قربانی والے جانور کی) آنکھوں اور کانوں کی اچھی طرح پڑتال کر لیا کریں اور وہ جانور ذبح نہ کریں جو یک چشم ہو، یا جس کے کان آگے سے یا پیچھے سے کٹ کر لٹک گئے ہوں یا جس کے کان لمبائی میں کٹے ہوں یا عرض میں (یا جس کے کانوں میں سوراخ ہو) گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ (صحيح مسلم كتاب الحج)

حکمت قربانی

عید قربان محبت الٰہی اور اطاعت والدین کے ان نمونوں کو دہراتی ہے جو سیدنا ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے آج سے ہزاروں سال قبل پیش کیے تھے۔ یہ عید اللہ تعالیٰ کی ویسی ہی محبت اور والدین کے ساتھ اس طرح کے حسن سلوک اور اطاعت کرنے کا مطالبہ کرتی ہے جو اس کے پس منظر سے نمایاں ہے۔ یہی وہ تقویٰ اور حقیقت ہے جو قربانی سے مقصود ہے ورنہ اللہ کو نہ خون سے کچھ غرض ہے اور نہ گوشت کی طلب۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہ قربانیوں کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون، وہاں اگر کوئی چیز درجہ قبولیت پاتی ہے تو وہ تقویٰ ہے (جو اس قربانی سے ابھرتا ہے) (بنی اسرائیل:22)

اللہ تعالیٰ ہمیں قربانی مسنون طریقے سے کرنے کی توفیق بخشے اور تقویٰ کی نعمت سے مالا مال کرے۔ آمین۔

عشرہ ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل و مسائل

شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ

ذوالحجہ کا چاند نظر آتے ہی بکر منڈیوں میں قربانی کے جانور خریدنے والوں کا رش لگ جاتا ہے۔ تقریباً ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ قربانی کر کے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو زندہ رکھنے والوں میں شامل ہو جائے شاید اُس کا یہی عمل اللہ کو پسند آجائے اور وہ اسے معاف کر کے جنت کا حقدار بنا دے لیکن قربانی اُس شخص کی قبول ہوگی جس نے جانور کے گلے پر چھری چلاتے وقت اپنی تمام تر غیر شرعی خواہشات پر چھری چلا دی۔ اس کے برعکس ایسا انسان جس سے نہ کسی کا مال نہ عزت محفوظ ہو اور اس کا ذریعہ آمدنی کا نظام سودی ہو اُس کی قربانی کیسے قبول ہو سکتی ہے؟ یاد رکھیں سود کے ذریعے کمائی گئی رقم سے کیا گیا حج و قربانی اور دیگر عبادات اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہوتیں۔

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس نے انسان کو زندگی کے کسی موڑ پر بھی بے سہارا یا شتر بے مہار نہیں چھوڑا۔ اسلامی عبادات کا تصور اخلاق و کردار سے عاری کھیل تماشے، فحاشی و عریانی اور شیطانی ہتھکنڈوں پر مبنی نہیں بلکہ اسلام کا تصور عبادت انسان کے ذہن و قلوب میں اطاعت و فرمانبرداری کا ایسا جذبہ پیدا کرنے اور اس کے دل میں اس کی تخلیق کا مقصد موجزن کرنے کا نام ہے۔

شرف انسانیت کا معیار نیک و بد کا احساس ہے، اگر انسان میں یہ احساس باقی نہ رہے تو وہ جوہر انسانیت سے تہی دامن ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے انسان اگر نیکی کو نیکی ہی نہ سمجھے اور برائی کو برائی نہ سمجھے بلکہ شتر بے مہار کی طرح زندگی بسر کرنے لگ جائے تو پھر اس میں اور حیوان میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے جبکہ شرف انسانی کا معیار تو فرض شناسی ہے۔

جس کے متعلق خود اللہ فرماتے ہیں: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔'' یعنی ایسا جذبہ پیدا کرنا کہ جس کے بعد یہ اللہ کے راستے میں آنے والی ہر آزمائش پر صبر و استقامت اختیار کرنے اور بوقت ضرورت راہ الٰہی میں اپنی جان، مال، ماں، باپ، بیوی بچوں اور وطن کو قربان کرنا اپنے لیے سعادت سمجھنے لگے۔ یہی تخلیق انسانی کا اصل مقصد ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں کیا گیا: قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۝ ''کہہ دیجیے بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے، جو جہانوں کا رب ہے۔''

(الانعام:162)

جب انسان کے دل میں یہ شعور پیدا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا، اُس نے مجھ پر اتنا بڑا احسان کیا اُس کا بھی تو مجھ پر کوئی حق ہے؟ یہی نکتہ اُس کی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے کیونکہ حقوق کی ادائیگی بھی شرف انسانیت کا معیار ہے۔ انسان پہچانے کہ میرے والدین، بھائیوں، بہنوں، عزیز و اقارب، ہمسائیوں، اہل محلہ و شہر اور برادران اسلام کے مجھ پر کیا حقوق ہیں؟

ان تمام حقوق کی پاسداری انسان اسی وقت ہی کر سکتا ہے جب اُس کے دل میں تقویٰ ہوگا۔ تقویٰ اور خشیت الٰہی عبودیت کا زیور ہیں تقویٰ ڈر کا وہ احساس ہے جو انسان کے قلب میں موجزن ہو کر اس کی روح کو روشن کر دے، اسکے نفس کو پاکیزگی عطا کر دے اور اس کی سیرت و کردار میں انقلاب پیدا کر دے۔ اگر دل خوف الٰہی سے خالی ہو تو انسان خواہ تخت و

تاج کا مالک بن جائے اللہ کی نظر میں وہ قابل عزت نہیں کیونکہ معیار عزت تقوٰی ہے نہ کہ دنیوی وجاہتیں۔ تقوٰی کے بغیر عبادات کی کوئی قدر و قیمت نہیں، تقوٰی اور ایمان لازم و ملزوم ہیں۔

ماہ ذوالحجہ میں کئی ایمان افروز اور مثالی واقعات موجود ہیں جنہیں پڑھ کر یا سن کر اہل ایمان میں صبر و استقامت، اطاعت و فرمانبرداری، ایثار و قربانی اور إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ کا جذبہ جاگزیں ہوتا ہے۔ ان سنہری واقعات میں سرفہرست سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا تذکرہ ہے۔ قربانی کی پرجلال و پرجمال عبادت إِيَّاكَ نَعْبُدُ کا فقید المثال عملی و اجتماعی مظاہرہ ہے مگر جس انداز میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حکم الٰہی کی تعمیل کر کے تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیا تاریخ انسانی میں اس سے قبل اور نہ قیامت تک ایسی مثال پیش کی جائے گی۔ اطاعت و فرمانبرداری کا وہ کیسا منظر ہوگا جب اپنے لخت جگر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو اوندھے منہ لٹا کر اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہوگی کہ کہیں حکم ربانی کی تعمیل میں بیٹے کی محبت آڑے نہ آ جائے۔ ان کی اسی سنت کو زندہ و جاوید رکھتے ہوئے دنیا بھر میں موجود فرزندان توحید سیدنا ابراہیم کی سنت کی یاد تازہ کرتے ہوئے اپنے جانور قربان کرتے ہیں۔

ذوالحجہ کے پہلے دس دن افضل ایام الدنیا کے لقب سے ملقب ہیں۔ احادیث مبارکہ اور آیات قرآنی میں ان کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ "جتنا نیک عمل اللہ تعالیٰ کو جتنا ان (ذوالحجہ کے دس) دنوں میں پسند ہے اتنا کسی دن میں پسند نہیں۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں جان و مال کے ساتھ شہید ہی ہو جائے۔ (بخاری:969)

یوم عرفہ (9 ذوالحجہ) کا دن بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے، یہی حج کا اصل دن ہے، اسی میں حج کا سب سے بڑا رکن (وقوف عرفہ) ادا کیا جاتا ہے اس دن روزہ رکھنے کے متعلق نبی رحمت ﷺ نے فرمایا صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ "عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے، مجھے اللہ سے امید ہے کہ دو آئندہ اور گذشتہ سال کے گناہ معاف فرما دے گا۔" (سنن ترمذی: 749) نیز جو مسلمان حج نہیں کر رہا اس کے لیے یوم عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے، یہی وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی عظیم ترین نعمت "دین اسلام" کی تکمیل کا اعلان فرمایا: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور اسلام کو بطور دین تمہارے لیے پسند کیا۔" (المائدہ:3) یہی وہ اسلامی تاریخ کا عظیم ترین دن ہے جس میں امام کائنات ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا اور انسانی حقوق کا بے مثال چارٹر پیش کیا۔ یہی وہ دن ہے جس کے بارے میں نبی رحمت ﷺ کا فرمان ہے کہ "کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ یوم عرفہ سے زیادہ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد کرتے ہوں۔"

(صحیح مسلم 117/9)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ فِيهِنَّ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل اتنا باعظمت اور محبوب نہیں جتنا وہ عمل ہے جو ان دس دنوں میں کیا جائے، پس تم ان دس دنوں میں کثرت سے تہلیل، تکبیر اور تحمید کرو۔" یعنی لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ پڑھا کرو۔

(مسند احمد 25:42/7)

قربانی کرنا سنت مؤکدہ ہے نبی رحمت ﷺ نے اس پر ہمیشگی اختیار فرمائی ہے۔ آپ کی حیات طیبہ سے اس کے ترک کا ثبوت نہیں ملتا یعنی آپ ہر سال قربانی کرتے تھے بلکہ فرمایا مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا "جس شخص کے پاس وسعت ہو (قربانی کرنے پر قادر ہو) پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے" (سنن ابن ماجہ: 3123) صاحب استطاعت سے مراد یہاں صاحب

نصاب نہیں ہے جیسا کہ ہمارے ہاں کئی لوگوں کا خیال ہے کہ جس پر زکوۃ فرض ہو اس پر قربانی فرض ہے ان کا یہ خیال باطل ہے۔

قربانی اتنا بڑا عمل ہے کہ 10 ذوالحجہ (عید) کے دن دوسرا کوئی عمل بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "عید کے دن انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا قربانی کے دن جانور کا خون بہانا محبوب ہے۔ قیامت کے دن اس کے سینگ کھر اور اسکے بال تک قربانی دینے والے کے نامہ اعمال میں تولے جائیں گے اور اس کا ابتدائی قطرہ خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبولیت کا درجہ پالیتا ہے اس لیے خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔" (ترمذی)

قربانی کا جانور خوبصورت اور موٹا تازہ ہونا چاہیے۔ اگر کوئی شخص وقت سے پہلے جانور خرید لیتا ہے اور خوب کھلا پلا کر اسے موٹا تازہ کرتا ہے تو یہ اس کے اخلاص اور اللہ رب العالمین سے محبت کی دلیل ہے۔ اگر کوئی شخص وقت سے پہلے قربانی کو موٹا تازہ نہیں کر سکا تو وہ بروقت اچھا موٹا تازہ جانور خریدے۔ جبکہ کمزور اور گھٹیا قسم کی قربانی کرنا ضعف ایمان اور کمی اخلاص کی نشانی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ امام کائنات ﷺ جب قربانی کا ارادہ کرتے تو دو بڑے بڑے موٹے تازے، دو سینگوں والے، گندمی رنگ کے خصی مینڈھے خرید لیا کرتے تھے (مسند احمد) حدیث مذکورہ کے تحت مسئلہ کی وضاحت کرتا چلوں کہ قربانی کے لیے جانور کا خصی اور غیر خصی ہونا ضروری نہیں اور نہ ہی خصی ہونا عیوب میں شامل ہے۔

قربانی کا جانور خریدتے وقت غفلت کا شکار نہ ہوں بلکہ خوب اچھی طرح دیکھ لینا چاہیے کہیں اس میں کسی قسم کا عیب نہ ہو کیونکہ قربانی کی قبولیت کے لیے جانور کا درج ذیل عیوب سے پاک ہونا انتہائی ضروری ہے مثلاً (۱) کانا: جس کی آنکھ کا نقص صاف ظاہر ہو (۲) بیمار: جس کی بیماری نمایاں ہو (۳) لنگڑا: جس کا لنگڑا پن واضح ہو (۴) ایسا بوڑھا جس کی ہڈیوں میں مغز تک باقی نہ رہا ہو (۵) جس کا کان اگلی یا پچھلی طرف سے کٹا ہوا ہو یا جس کے کان میں گول سوراخ ہو یا جس کا کان لمبائی میں چرا ہوا ہو، (۶) جس کا کان یا سینگ جڑ سے کٹ گیا ہو، (۷) ایسا کمزور لاغر جو راستہ میں دوسرے جانوروں کے ساتھ یعنی برابر چل نہ سکتا ہو

حدیث رسول کے مطابق مسلمہ حقیقت یہی ہے کہ قربانی کے جانور کی عمر مسنۃ (دو دانتا) ہونا انتہائی ضروری ہے، اس سے کم عمر کی قربانی جائز نہیں۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے: "دو دانت والے جانور کے سوا قربانی میں کوئی جانور ذبح نہ کرو، اگر ایسا جانور میسر نہ ہو تو پھر کھیرا چھترا ذبح کر لو مگر وہ بھی ایک سال سے کم نہ ہو۔"

قربانی کا جانور خریدنے کے بعد کوئی عیب یا نقص پیدا ہو جائے تو افضل عمل یہی ہے کہ دوسرا صحیح سلامت جانور خرید لیا جائے۔ کسی دنبے کی چکی یا کسی جانور کی دُم کٹ جانا شرعاً عیب نہیں ہے، سیدنا ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں میں نے قربانی کے لیے دنبہ خریدا، بھیڑیے نے اس پر حملہ کیا اور اس کی "چکی" کاٹ لی، نبی ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اسے ذبح کر لو کوئی حرج نہیں (مسند احمد) نیز اس روایت کو حافظ ابن حجرؒ و دیگر نے ضعیف قرار دیا ہے۔

اگر قربانی کا جانور گم ہو جائے، پھر اگر استطاعت ہو تو دوسرا جانور خرید کر قربان کرنا چاہیے۔ اگر دوسرا جانور خرید لینے کے بعد پہلا جانور بھی مل جائے تو دونوں کی قربانی کرنی چاہیے، جیسا کہ حضرت عطاءؒ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا عمل نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ سیدہ عائشہؓ نے قربانی کا جانور خریدا اور وہ گم ہو گیا تو عائشہؓ نے اسکے بدلے میں ایک اور قربانی خرید لی، پھر پہلا جانور بھی مل گیا تو انھوں نے دونوں کی قربانی کر دی اور فرمایا: اللہ کے علم میں یہ بات پہلے سے تھی کہ میں اس کی بارگاہ میں دو قربانیاں ذبح کروں۔ (فتاویٰ دار العلوم 713/1) سیدہ عائشہؓ کے واقعہ سے یہ مسئلہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ اگر قربانی کا جانور ایام قربانی سے پہلے کسی بیماری کی وجہ سے ذبح ہو جائے یا مر جائے تو صاحب استطاعت کوئی دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے، اگر استطاعت نہیں تو اس کو قربانی کا ثواب مل جائے گا۔

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: "ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ عید الاضحیٰ آ گئی تو ہم گائے کی قربانی میں سات اور اونٹ کی قربانی میں دس دس افراد شریک ہوئے۔" (ترمذی: 1501)

مرد ہو یا عورت اپنے ہاتھ سے قربانی کرے، یہ نبی کریم ﷺ

کی سنت ہے۔ اگر کوئی شخص خود نہیں کر سکتا تو اس کا وہاں موجود ہونا ضروری ہے۔ سیدنا ابوموسیٰ اشعریؓ اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کرتے کہ وہ اپنے قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔ (بخاری)

قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق نماز عید سے پہلے قربانی کرنے والے شخص کو اس کی جگہ نماز عید کے بعد دوسری قربانی کرنا ہوگی۔ (بخاری و مسلم) قربانی دن یا رات کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے، رات کے وقت قربانی سے منع کرنے کی کوئی دلیل موجود نہیں۔

یاد رہے جانور کو ذبح کرتے وقت قبلہ رخ کرنا سنت نبوی ﷺ ہے اور جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چھری اچھی طرح تیز کر لینی چاہیے۔ امام نوویؒ لکھتے ہیں: ''ذبح کرنے والا چھری اچھی طرح تیز کر لے اور اسے تیزی سے چلانے کے ساتھ ساتھ اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے اور مستحب ہے کہ ذبیحہ کے سامنے چھری تیز نہ کی جائے اور ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کیا جائے اور جانور کو ذبح کرنے کی جگہ گھسیٹ کر نہ لے جایا جائے۔''

(ج13 ص107)

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ذبح کے لیے بکری کو زمین پر لٹایا ہوا تھا اور خود اپنی چھری تیز کر رہا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تو اسے کئی موتیں مارنا چاہتا ہے؟ تو نے اسے لٹانے سے پہلے اپنی چھری کو تیز کیوں نہ کیا۔ (مستدرک حاکم)

قربانی کی کھال فروخت کرنا منع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنی قربانی کی کھال فروخت کی گویا اُس نے قربانی نہیں کی'' (مستدرک حاکم) اسی طرح قربانی کا گوشت یا قربانی کے جانور کی کوئی اور چیز سری، پائے، اوجھری، کلیجی وغیرہ قصاب کو بطور اُجرت دینا حرام ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ: ''نبی کریم ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ آپ قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کریں اور ان کی ہر چیز، ان کے گوشت کھالیں اور جھول تقسیم کر دیں اور (ان میں سے) قصاب کی مزدوری میں کوئی چیز نہ دیں، ہم قصاب کو اس کی مزدوری اپنے پاس سے دیں گے'' (بخاری و مسلم) قربانی کے گوشت کی طرح انسان قربانی کی کھال خود استعمال کر سکتا ہے اگر خود استعمال نہ کرنی ہو تو غریب و مسکین اور محتاج لوگوں میں صدقہ کر سکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''قربانی کے گوشت سے خود بھی کھاؤ، محتاج اور سوالی کو بھی کھلاؤ'' (الحج) سیدنا سلمہ بن اکوعؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سال آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی شخص تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت اپنے گھر میں ذخیرہ نہ کرے، جب اگلا سال آیا تو ہم نے عرض کی کہ سابقہ حکم باقی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: خود کھاؤ، دوسروں کو کھلاؤ اور ذخیرہ کر لو۔ گذشتہ سالوں میں تنگ دستی زیادہ تھی اس لیے میں نے یہ حکم دیا تھا

(صحیح بخاری)

اُم المومنین سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عہد رسالت میں قربانی کے دنوں میں کچھ بدوی لوگ مدینہ میں آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین دن کے لیے گوشت رکھ لو باقی صدقہ کرو۔ پھر جب اگلا سال آیا تو عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! لوگ اپنی قربانیوں (کی کھالوں) سے مشکیزے بناتے اور چربی پگھلاتے ہیں (کیا ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: مسئلہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ آپ نے منع کیا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا: میں نے تو تمھیں باہر سے آنے والے غرباء کی وجہ سے منع کیا تھا اب تم کھاؤ، ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو۔'' (مسلم)

قارئین کرام! قربانی کرتے وقت اپنا ذریعہ آمدنی دیکھ لیں کیا وہ حرام تو نہیں؟ اگر حرام ہے تو سچے دل سے تائب ہو کر قربانی کریں کیونکہ حرام کھانے والے کی عبادت قبول نہیں ہوتی جبکہ رزق حلال عین عبادت ہے۔

آیئے! جب آپ اپنے جانور کی گردن پر چھری چلانے لگیں تو سود، رشوت، چوری، جھوٹ، دھوکہ بازی، فراڈ اور ظلم کی کمائی سے اپنا ہاتھ روک لینے کا اللہ سے عہد بھی کر لیجئے، شاید آپ کی قربانی شرف قبولیت کا درجہ پالے اگر خواہشات نفس (نفس لوامہ) پر قابو پانے میں ناکام رہے تو قربانی جیسا عظیم عمل بھی نجات کا باعث نہیں بن سکتا۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو سنت نبوی کے مطابق قربانی کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور پھر شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

□□□

قربانی کے احکام و مسائل

حافظ عبدالوہاب روپڑی

اہمیت قربانی

قربانی سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بڑھاپے کی عمر میں ملنے والے اکلوتے بیٹے اور لخت جگر کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ذبح کرنے کے لیے تیار ہوئے اور سعادت مند بیٹا اسماعیل علیہ السلام راہ خدا میں قربان ہونے کے لیے تیار ہوا تو اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ فرمانبرداری اس قدر پسند آئی کہ بیٹے کے عوض قربان ہونے کے لیے ایک مینڈھا بھیج دیا جسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس سنت کو مسلمانوں پر ہمیشہ کے لیے جاری فرما دیا۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں سورۃ الصفت آیت 99 تا 108 میں ہے: ''عید الاضحیٰ میں لاکھوں جانوروں کا خاک و خون میں تڑپنا اس واقعے کی یادگار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے شعار ملت بنا دیا ہے۔''

ذرا چشم تصور سے ملاحظہ کریں! سیدنا ابراہیم علیہ السلام آسمانی مخلوق یا فرشتے نہ تھے بلکہ زمین میں بسنے والے انسانوں کی طرح انسان تھے ان کے سینے میں بھی دھڑکتا ہوا دل تھا جس میں اولاد کی بے پناہ محبت جاگزیں ہوتی ہے، انھیں تو یہ بیٹا بھی بڑھاپے میں میسر آیا تھا جو کہ ایک بہترین سہارا ہوتا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ نے یہ امتحان لینا چاہا تو باپ اور بیٹے دونوں نے اللہ کے لیے دنیاوی آسائشوں اور رونقوں سے دامن جھٹک کر اطاعت الٰہی اور محبت رب العالمین کا بے مثال ثبوت پیش کر دیا۔

سورۃ الکوثر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: '' اپنے رب کی نماز پڑھیں اور قربانی کریں'' (الکوثر: 2) اسی طرح سورۃ الانعام: 163 میں ہے: (اے نبی ﷺ!) فرما دیجیے یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے اور ان کے نام کی قربانی دینے والے مشرکوں کو بتا دیں کہ ان کا طریقہ ان مشرکوں سے مختلف ہے۔ ان کی نماز اور قربانی صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کے نام ہے اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کے فرمان '' اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں'' ہی کی مانند ہے۔ (تفسیر ابن کثیر 2/222)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک ہم اس (عید الاضحیٰ کے) دن پہلا کام یہ کرتے کہ نماز (عید) ادا کرتے ہیں پھر واپس پلٹتے ہیں اور قربانی کرتے ہیں جس شخص نے ایسے ہی کیا اس نے ہماری سنت کو پا لیا۔ (صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب الاضاحی باب سنۃ الاضحیۃ ج 20 ص 98 رقم الحدیث: 5545)

رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی سنت ابراہیمی پر مداومت اور ہمیشگی فرمائی، سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ دو مینڈھے ذبح کیا کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھے ذبح کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب الأضاحی باب فی الضحیۃ النبی بکبشین اقرنین ویذکر سمینین ج 20 ص 98 رقم الحدیث: 5553)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: اس حدیث سے (رسول اللہ ﷺ کے) ہمیشہ قربانی کرنے کا پتہ چلتا ہے۔ (فتح الباری) ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں دس سالہ مدت قیام کے دوران قربانی کرتے رہے (جامع ترمذی ابواب الاضاحی) لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُمت کو بھی یہی تعلیم دی کہ ان کا ہر گھرانہ ہر سال قربانی دے۔ میدان عرفات میں آپ نے فرمایا: '' اے لوگو! ہر سال

ہر گھر والوں پر قربانی ہے"۔ (سنن أبی داود کتاب الضحایا باب ماجاء فی ایجاب الاضاحی ص 495 رقم الحدیث:2788)

استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والوں پر نبی رحمت ﷺ نے شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: "جو آسودہ حال ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔" (سنن ابن ماجۃ کتاب الأضاحی باب الأضاحی أواجبۃ ام لا؟ ص 530 رقم الحدیث:3123)

اس لیے صحابہ کرامؓ قربانی کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ سیدنا ابوامامہ بن سہل کہتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں اپنے قربانی کے جانوروں کی پرورش کرکے فربہ کرتے تھے اور (دیگر) مسلمان بھی اس طرح پال کر موٹا کرتے تھے۔

قربانی کرنے والے کے لیے حکم

جس شخص نے قربانی کا ارادہ کیا ہو اسے ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد اپنے بالوں اور ناخنوں کو نہیں کاٹنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تمہارا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اپنے بالوں اور ناخنوں (کو کاٹنے اور تراشنے) سے بچو۔ (صحیح مسلم باب النھی من دخل علیہ عشر ذی الحجۃ ج7 جز13 ص116 رقم الحدیث:1977)

قربانی کا جانور کیسا ہو؟

نبی کریم ﷺ نے قربانی کے لیے دو دانت والا جانور کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ فرمایا: دو دانت والے کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی نہ کرو، ہاں اگر دشواری پیش آجائے تو دو دانت سے کم عمر کا دنبہ بھی ذبح کرسکتے۔ (صحیح مسلم کتاب الأضاحی، باب سن الأضحیۃ ج7 جز13 ص98 رقم الحدیث:1963)

امام نووی نے جمہور علمائے امت سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو افضل پر محمول کیا ہے (دو دانت والے جانور کی قربانی افضل ہے) اور حدیث کا معنی یہ ہوگا تمھارے لیے مستحب یہ ہے کہ تم دو دانت والے جانور ہی کی قربانی کرو اور اگر ایسے جانور کی قربانی کرنا تمھارے بس میں نہ ہو تو بھیڑ کے دو دانت سے کم عمر والے بچے (جذعہ) کی قربانی کرو۔

نوٹ دو دانت سے کم عمر والے جانور (جذعہ) کے متعلق یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ یہ صرف دنبہ اور بھیڑ کے بچوں کے ساتھ مخصوص ہے کسی اور جانور بکری وغیرہ کی یہ قربانی درست نہیں۔ اب یہاں یہ بات بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ اس جذع کی عمر کتنی ہونی چاہیے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں: "جذعہ کی عمر کے بارے میں سب سے زیادہ درست بات یہ ہے کہ اس کی عمر ایک سال پوری ہو چکی ہو، حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں "وہ جمہور کے قول کے مطابق بھیڑ میں سے (جذعہ) وہ ہے جس نے اپنی عمر کا ایک سال مکمل کرلیا ہو۔"

خصی اور غیر خصی جانور کی قربانی

خصی اور غیر خصی دونوں قسم کے جانور کی قربانی کرنا سنت سے ثابت ہے۔ سیدنا جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو سینگوں والے، چتکبرے، بڑے بڑے خصی مینڈھے لائے گئے آپ ﷺ نے ان دونوں میں ایک کو پچھاڑا اور فرمایا: بِسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ "اللہ کے نام سے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔" (مجمع الزوائد کتاب الأضاحی باب اضحیۃ رسول اللہ ج4 ص11 رقم الحدیث:5969)

سیدنا ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سینگوں والے، غیر خصی مینڈھے کی قربانی کیا کرتے تھے، اس کی آنکھیں، منہ اور ہاتھ پاؤں سیاہ ہوتے تھے۔ (سنن أبی داود کتاب الضحایا باب مایستحب من الضحایا ص495 رقم الحدیث:2792)

ذبح کرنے کا طریقہ

جانور ذبح کرتے وقت دو باتوں کا خیال رکھنا چاہیے: (1) جانور احسن طریقے سے ذبح کیا جائے۔ شداد بن اوسؓ کہتے ہیں: میں نے دو باتیں رسول اللہ ﷺ سے یاد کیں آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض ٹھہرایا ہے، تم (کسی جانور کو) ذبح کرو تو عمدہ طریقے سے ذبح کرو، ذبح کرنے والے کو چھری خوب تیز کرلینی چاہیے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچانا چاہیے۔ (صحیح مسلم کتاب الصید والذبائح باب الامر باحسان الذبح والقتل وتحدید الشفرۃ ج7 جز13 ص89 رقم الحدیث:1955)

(بقیہ ص:9)

وجودِ باری تعالیٰ

قرآن مجید کے دلائل اور سائنسی مشاہدات کی روشنی میں

میاں محمد جمیل کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان

سائنس کی یہ دریافت قرآنی بیان کی تفسیر معلوم ہوتی ہے یہ گیسی بادل بہت عظیم الجثہ تھا اور آہستہ آہستہ گردش کر رہا تھا یہ عظیم سدیم Primery Nebula انجام کار متعدد ٹکڑوں میں بٹ گیا جن کی لمبائی چوڑائی اور مقدار مادہ بہت ہی زیادہ تھا، نجمی طبیعات Astrophysicist کے ماہرین اس کی مقدار کا اندازہ سورج کے موجودہ مادے کے ایک ارب سے لگا کر ایک کھرب گنا تک لگاتے ہیں ان اعداد سے ابتدائی گیسی مقدار مادہ (Hydrogen and Helium) کے ان ٹکڑوں کے عظیم جثوں کا کچھ تصور ملتا ہے جن سے بعد میں عمل انجماد (Condensation) کے ذریعے کہکشائیں وجود میں آئیں۔

ہر لمحہ کائنات وسعت پذیر ہورہی ہے۔ یہ کائنات جس کا ابھی تک انسان احاطہ نہیں کرسکا ہے اتنی وسیع ہے کہ اس کو تصور میں لانا ہی مشکل ہے اگر ساری دنیا کے ریگستانوں اور سمندروں کے کنارے پائی جانے والی ریت اکٹھی کرلی جائے تو ریت کے اس عظیم ڈھیر میں جتنی حیثیت ، ریت کے ایک ذرّے کی پوری ریت کے مقابلے میں بنتی ہے کائنات کے مقابلے میں ہماری زمین کی شاید اتنی حیثیت بھی نہیں بنتی۔

اگر ہم ایک خیالی جہاز تصور کریں جو روشنی کی ہیبت ناک رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ (1,86,000 Miles/sec) کی رفتار سے سفر کرسکتا ہو کائنات کے گرد گھومے تو اس ہوائی جہاز کو پورا چکر لگانے میں ایک ارب سال لگیں گے پھر بھی ہمارا یہ فرضی جہاز کبھی کائنات کا چکر مکمل نہیں کرسکے گا کیونکہ اتنی وسعت کے باوجود یہ کائنات ٹھہری ہوئی نہیں بلکہ غبارے کی طرح پھیل رہی ہے اور اس کے پھیلنے کی رفتار اتنی ہے کہ ہر 130 کروڑ سال کے بعد کائنات کے تمام فاصلے دُگنے ہوجاتے ہیں

کائنات کا یہ پھیلاؤ جدید سائنس کی سب سے مرعوب کن دریافت اور اب یہ ایک نہایت مستحکم تصور ہے اور بحث صرف اس بات پر مرکوز ہے کہ یہ امر کس طرح انجام پارہا ہے جبکہ قرآن نے 1400 سال پہلے اس کا انکشاف کردیا تھا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالسَّمَاءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ''آسمان کو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اور ہم ہی اس میں توسیع کر رہے ہیں۔'' (الذاریات:47)

نزول قرآن کے وقت کسی بھی شخص کیلئے ناممکن تھا کہ وہ وسعت کائنات کا مطالعہ ومشاہدہ کرسکتا ہو چنانچہ سائنس کی یہ دریافت اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قرآن خالق کائنات یعنی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ قرآن مجید نے یہ بات بھی بتلائی ہے کہ زمینوں آسمانوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے نہیں بنایا اور نہ ہی ان کے بنانے میں کوئی اس کا شریک تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ''ہم نے زمین اور آسمانوں کو اور تمام چیزوں کو جو ان کے درمیان ہیں برحق اور ایک خاص مدت کے لیے پیدا کیا ہے مگر کافر اس حقیقت سے منہ موڑے ہوئے ہیں، جس سے ان کو خبردار کیا گیا ہے، اے نبی! ان سے فرمائیں کبھی تم نے غور کیا ہے کہ جنھیں تم ''اللہ'' کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ زمین میں انھوں نے

کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں کی تخلیق میں ان کا کیا حصہ ہے؟ اس سے پہلے آئی ہوئی کوئی کتاب یا تمھارے پاس کوئی علمی ثبوت ہو تو اُسے لاؤ! اگر تم سچے ہو۔" (الاحقاف:4-3)

فرمانِ الٰہی ہے: قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ۝ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ۝ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ "اے نبی ﷺ! ان سے کہو کیا تم اُس اللہ کا انکار کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنایا، وہی تو پوری کائنات کا رب ہے۔ اُس نے زمین بنانے کے بعد اُس پر پہاڑ جما دیے اور اس میں برکتیں رکھ دیں اور زمین میں ہر ضرورت مند کی ضرورت کے مطابق ٹھیک اندازے سے خوراک کا انتظام فرمادیا، یہ سب کام چار دن میں ہو گئے پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت دھواں تھا، اُس نے آسمان اور زمین سے فرمایا چاہو یا نہ چاہو ہر حال وجود میں آ جاؤ، دونوں نے کہا ہم فرمانبردار ہو کر حاضر ہو گئے۔ تب اُس نے دو دن میں سات آسمان بنا دیے اور ہر آسمان میں اس کا قانون جاری کر دیا، اور آسمانِ دنیا کو ہم نے چراغوں سے خوبصورت بنایا اور اسے محفوظ کر دیا یہ سب کچھ ایک جاننے والی زبردست ہستی کا بنایا ہوا ہے۔"

(حم السجدۃ:9 تا 12)

یہاں کفار سے استفسار کیا گیا ہے کہ کیا تم اس ذاتِ کبریا کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو یوم میں پیدا فرمایا، پھر بھی تم بتوں، بزرگوں اور دوسروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو حالانکہ تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا ایک "اللہ" ہی عبادت کے لائق ہے۔ اسی نے زمین پر پہاڑ بنائے اور زمین میں برکت پیدا فرمائی اور اس میں ہر قسم کی معیشت کا سامان رکھا جو ضرورت مندوں کے لیے برابر ہے۔ اے نبی (ﷺ) جنھوں نے آپ سے سوال کیا ہے ان کا یہ جواب ہے۔

حدیث میں ہے:

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي كَمْ خُلِقَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ، قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ أَوَّلَ الْأَيَّامِ الْأَحَدَ وَخُلِقَتِ الْأَرْضُ فِي يَوْمِ الْأَحَدِ وَيَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَخُلِقَتِ الْجِبَالُ وَشُقِّقَتِ الْأَنْهَارُ وَغُرِسَ فِي الْأَرْضِ الثِّمَارُ وَقُدِّرَ فِي كُلِّ أَرْضٍ قُوتُهَا يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَيَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ (مستدرک علی الصحیحین للحاکم ج2 ص 450) "یہودیوں کا ایک وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر زمین و آسمانوں کے بارے میں سوال کرتا ہے جس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ زمین اتوار اور پیر کے دن، پہاڑ اور جو کچھ ان میں معدنیات ہیں انھیں منگل کے دن، درخت، دریا، سمندر اور صحراء وغیرہ بدھ کے دن بنائے گئے اس طرح یہ نظام چار دن میں اپنی تکمیل کو پہنچا، پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان بنانے کا ارادہ فرمایا جو دھویں کی شکل میں تھا۔ زمین اور آسمان کو حکم صادر فرمایا کہ خوشی یا ناخوشی سے میرے پاس حاضر ہو جاؤ، زمینوں آسمانوں نے عرض کی کہ ہم بڑی خوشی کے ساتھ آپ کے حضور حاضر ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دو دن میں آسمان بنائے اور ہر آسمان میں جو کچھ پیدا فرمایا اسے حکم دیا کہ تو نے یہ کام سرانجام دینے ہیں پھر آسمانِ دنیا کو ستاروں سے مزین فرمایا اور شیطانوں سے اس کی حفاظت کا بندوبست کیا۔

اس نظام کو صرف "اللہ" غالب جاننے والے نے ہی اپنی مرضی سے بنایا اور پوری طرح مربوط کیا ہے۔ پہلی آیت میں یہ ذکر ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان بنانے کا ارادہ فرمایا تو زمین اور آسمان کو حکم دیا کہ خوشی یا ناخوشی سے میرے پاس حاضر ہو جاؤ۔ گویا کہ یہ شاہی فرمان تھا کہ تم چاہو یا نہ چاہو بہر حال تمھیں یہ کام کرنا ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کے پہلے حکم پر معرضِ وجود میں آچکا تھا۔"

جس کی موجودہ زمانے کے کچھ سائنسدان بھی تائید کرتے ہیں

اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں ہر چیز کا ذخیرہ فرما دیا تا کہ زمین میں رہنے والی مخلوق قیامت تک اپنی ضرورت پوری کرتی رہے گی۔ اس میں پہاڑ، سمندر، صحراء اور ہر چیز شامل ہے اس میں اس بات کا بھی خیال رکھا گیا کہ کسی ایک علاقے کی بجائے مختلف چیزوں کو زمین کے مختلف طبقات میں رکھا جائے تا کہ تمام لوگ ایک دوسرے کے محتاج ہوں اور آپس میں رابطہ رکھنے کی ضرورت محسوس کرتے رہیں۔ اس لیے سائلین کا معنی حاجت مند بھی کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین، سمندر اور پہاڑوں میں اس طرح خزانے چھپا دیے ہیں کہ ہر دور کے انسان اپنی کوشش اور صلاحیت کے مطابق نکالتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں زمین وآسمانوں کی تخلیق کا کئی مرتبہ ذکر فرمایا ہے۔ ان کے لیے کبھی جَعَلَ کا لفظ استعمال کیا اور کبھی خَلَقَ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ مفہوم کے اعتبار سے دونوں الفاظ کا ایک ہی معنی بنتا ہے لیکن موقع محل کے مطابق ان کے استعمال میں بڑی لطافت پائی جاتی ہے۔ کبھی زمین وآسمانوں کی تخلیق اور بناوٹ کا بیک وقت ذکر کیا اور کبھی دونوں کا الگ الگ بیان کیا ہے یہاں صرف آسمانوں کی تخلیق کا ذکر فرمایا اور ان کے بارے میں طِبَاقًا کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا معنی تہہ بہ تہہ اور اوپر نیچے کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اے دیکھنے والے! تو رحمٰن کی تخلیق میں کسی قسم کا نقص نہیں دیکھے گا، پھر آنکھ اٹھا کر دیکھ! کیا آسمان میں کسی قسم کا شگاف، جھکاؤ اور خلل نظر آتا ہے؟ اگر تجھے یقین نہیں آتا تو بار بار دیکھ! تو آسمان میں کوئی نقص نہیں دیکھ پائے گا البتہ تیری نظر تھک کر ضرور پلٹ آئے گی۔

حدیث میں ہے: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ فَلَمَّا بَلَغَ هَذِهِ الْآيَةَ (أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَل لَّا يُوقِنُونَ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ) كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ "حضرت جبیر بن مطعم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے ہوئے سنا جب آپ ان آیات پر پہنچے "کیا یہ کسی خالق کے بغیر پیدا ہوئے ہیں یا یہ اپنے کے خالق ہیں یا زمین وآسمان کو انھوں نے پیدا کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے۔ کیا تیرے رب کے خزانے ان کے قبضے میں ہیں؟ یا ان پر ان کا حکم چلتا ہے؟ قریب تھا کہ میرا دل پھٹ جاتا۔"

(صحیح البخاری باب وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب)

ارشاد ربانی ہے: وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ "وہی تخلیق کی ابتداء کرتا ہے، پھر وہی اس کا اعادہ کرے گا اور یہ اس کے لیے آسان ہے۔ اسی کی شان ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین میں سب سے برتر ہے، غالب اور حکمت والا ہے۔" (الروم:27)

اللہ تعالیٰ نے چاند سورج پیدا کیے اور ان کے ساتھ لیل ونہار کا سلسلہ شروع فرمایا: هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ "وہی ہے جس نے سورج کو تیز روشنی اور چاند کو نور بنایا اور اس کی منزلیں مقرر کیں تا کہ تم سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو، اللہ نے ان چیزوں کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے وہ آیات کو ان لوگوں کے لیے تفصیل سے بیان کرتا ہے جو جانتے ہیں۔" (یونس:5)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا "اور ان میں چاند کو روشن اور سورج کو چمکتا ہوا چراغ بنایا ہے۔" (نوح:16-15) دوسرے مقام پر فرمایا: وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ "اور اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے، سورج اور چاند کو پیدا کیا سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔" (الانبیاء:33) (جاری ہے)

اعلانِ تعطیل

تعطیلات عید الاضحیٰ کی وجہ 10 اکتوبر والا شمارہ شائع نہیں ہوگا۔ موجودہ شمارہ دو اشاعتوں پر مشتمل ہے، قارئین وایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں

(منیجر ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث، لاہور)

مقبول قربانی لیکن کیسے؟

(محمد احسان الحق شاہ ہاشمی یارو خیل میانوالی)

عید قرباں کی آمد آمد ہے۔ اس موقع پر علمائے کرام اور مشائخ عظام عوام الناس کو قربانی کے فضائل و مسائل بتاتے ہیں لیکن ہماری اکثریت قربانی گزرنے کے بعد ان باتوں کو قصۂ پارینہ سمجھ کر طاقِ نسیان میں رکھ دیتی ہے اس لیے ہر سال ان کی دہرائی لازمی سمجھی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں کئی نئے لوگ اس عرصہ میں سن شعور کو پہنچ جاتے ہیں اور کئی اللہ کی مہربانی سے حلقہ بگوشِ اسلام ہوتے ہیں۔ بے شمار خوش نصیب توفیق الٰہی سے دین کی طرف راغب ہو جاتے ہیں لہٰذا ایسے تمام لوگوں کو بھی عید قرباں کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی ذات میں اکیلے ہی ایک امت تھے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً ابراہیم ایک امت تھے۔ (النحل:12) یعنی جو کام لوگ قوموں کی صورت میں مل کر صدیوں میں کرتے ہیں وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تن تنہا سرانجام دیے۔ ان کی ساری زندگی قربانیوں کی طویل داستان ہے اور ہمارے لیے بہت سبق زیادہ آموز بھی ہے۔

جان کی قربانی

جب آپ نے توحید کی آواز کو بلند کیا تب آپ کا ساتھ دینے والا کوئی نہ تھا۔ آپؑ نے ایمان اور جذبہ کے ساتھ توحید کے پرچم کو کبھی باپ کے سامنے، کبھی قوم کے روبرو اور کبھی شاہی دربار میں بلند کرتے رہے حتیٰ کہ اس توحید کی خاطر آگ کے الاؤ میں جلنا قبول کر لیا مگر توحید پر آنچ نہیں آنے دی، باپ نے گھر بدر کیا تو جاتے جاتے عرض کیا سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ابا جی! آپ پر سلام ہو، میں اپنے رب کے حضور آپ کے لیے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا۔ یہ محض ہوائی بات نہیں تھی بلکہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کا باقاعدہ پاس بھی رکھا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ سیدنا ابراہیم علیہ السلام میعادِ مقررہ تک اپنے والد کے لئے بخشش کی دعائیں کرتے رہے۔ (التوبہ:14)

قربانیوں کی یادگار عید

یہ عید عظیم قربانیوں کی یادگار ہے۔ یہ ایک شخص کی قربانی نہیں بلکہ ایک امت کی قربانی کی یادگار ہے، دو آدمی مل جائیں تو ایک جماعت ہوتی ہے۔ سیدنا ابراہیمؑ اور ان کے نیک بخت بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے مل کر باجماعت قربانی پیش کی تو گویا قربانیاں بھی دو ہو گئیں۔ ایک قربانی ذات کی اور دوسری اولاد کی۔ اللہ نے ان کی اس مثالی قربانی کو تا قیامت دوام بخشنے کا ان الفاظ میں اعلان فرمایا: وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ اس قربانی کو ہم نے پچھلوں کے لئے جاری (اور لازم) کر دیا۔

(الصٰفٰت:108)

جائیداد کی قربانی

توحید کے پرچار کے جرم میں پدری حکم پر ہجرت کی راہ اپناتے ہوئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے گھر کو خیر باد کہہ دیا بلکہ زمانے کے دستور سے ہٹ کر تمام موروثی جائیداد سے یوں دستبردار ہو گئے کہ والد کی وفات کے بعد بھی اس کی طرف مڑ کر نہ دیکھا۔

اکلوتے بیٹے سے جدائی کی قربانی

کئی عشروں کی دعاؤں کے صلہ میں اللہ نے 80 سال کی عمر میں بیٹا دیا، ابھی وہ بچہ چلنے کے قابل بھی نہ ہوا تھا کہ حکم ملا کہ اس کو ماں سمیت مکہ کی بیاباں وادیوں میں چھوڑ آؤ۔ آخر وہ بھی انسان تھے ان کے سینے میں

بھی شفقت بھرا دل دھڑکتا تھا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بیت الحرام کے جوار میں بوڑھی بیوی اور معصوم بچے کو چھوڑ کر پلٹے تو پہاڑ کی اوٹ میں جاتے ہی ہچکی بندھ گئی مگر صبر کا دامن نہ چھوڑا۔

اللہ کے حضور یوں دست بدعا ہوئے رَبَّنَآ إِنِّيٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ ٱلْمُحَرَّمِ اے میرے رب! میں اپنی اولاد کو ناقابل کاشت وادی میں تیرے قابل احترام گھر کے پاس چھوڑے جا رہا ہوں میں تجھ سے ان کی روزی کے بارے میں سوال نہیں کرتا ہوں بلکہ میرا سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ اے میرے رب انہیں نماز کا پابند بنانا پھر فرمایا رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ لوگوں کے دل ان کے لیے نرم کر دینا۔

آفاقی قانون

یہ دراصل اللہ کے اس آفاقی قانون کی طرف اشارہ تھا جس کی وضاحت قرآن مجید میں اس طرح کی گئی ہے إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے اللہ تعالیٰ ان کے لیے لوگوں کے دلوں میں نرم گوشہ پیدا فرمائے گا اور آخر میں فرمایا وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ (اگرچہ یہ ناقابل کاشت وادی ہے تاہم) تو انہیں پھلوں کی روزی عطا کرنا۔

نکتہ

میرے والد مرحوم فضل حق ہاشمیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے کہ سیدنا ابراہیمؑ کی طرف سے پھلوں سے روزی کی دعا دراصل شاہی کھانوں کا سوال تھا۔ شاہی دعوتوں میں پھل آخری آئیٹم ہوتا ہے جیسا کہ زنان مصر کو شاہی محل میں کھانے کی دعوت کے آخر میں ملکہ نے پھل پیش کیے تھے۔

گویا بالفاظ دیگر ابراہیم علیہ السلام نے یہ درخواست کی تھی کہ یا اللہ! انہیں وافر پھلوں سمیت رزق عطا کرنا۔ ان کی دعا کی مقبولیت کے اثرات آج بھی دنیا دیکھ رہی ہے، وہ پھل جو دنیا میں کہیں نہیں ملتا وہ مکہ میں سال کے کسی دن میں بھی مل جاتا ہے۔

عظیم قربانی

آخر کار جب وہ بچہ جسے اللہ سے مانگ کر لیا تھا عالم نوشباب میں پہنچا تو حکم ملا کہ اسے میری راہ میں ذبح کر دو تو وہ اس کے لیے بھی کمربستہ ہو گئے۔ عالم رؤیا میں ملنے والے حکم کا اپنے فرزند ارجمند سے ذکر کیا تو وہ بلا توقف بولا: قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ابا جان! حکم الٰہی کی تعمیل میں جلدی کیجئے بیشک آپ مجھے صابر پائیں گے۔ کیا خوب فرمایا علامہ اقبالؒ نے

یہ فیضان نظر تھا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

قربانی کی مقبولیت کا انحصار

یہ ایک جان کی قربانی نہیں تھی بلکہ اس میں دو پاک نفوس شامل تھے (سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا اسماعیلؑ)۔ قربانی کرنے والا بھی معصوم اور قربان ہونے والا بھی معصوم۔ اس میں نصیحت ہے اہل خرد کے لیے، ہمیں بھی بے عیب قربانی پیش کرنے کا حکم ہے۔

جہاں قربانی کے مسائل میں بتلایا جاتا ہے کہ جانور بے عیب ہو، جانور اندھا یا کانا نہ ہو، کان کٹا اور سینگ ٹوٹا نہ ہو، لولا، لنگڑا نہ ہو، لاغر اور بیمار نہ ہو، گویا ظاہری اور باطنی عیوب سے مبرا اور پاک ہو۔ اللہ پاک ہے اور پاکیزہ چیزیں ہی پسند فرماتا ہے وہاں یہ بتانے کی بھی اشد ضرورت ہے کہ قربانی کرنے والا اپنے نقائص بھی دور کرے۔

قربانی اور ہم

جہاں ہمیں بے عیب جانور پیش کرنے کا حکم ہے وہاں ذاتی لحاظ سے جسمانی اور روحانی بالیدگی بھی ضروری ہے، جس طرح نماز کے لیے لباس اور جگہ کے ساتھ ساتھ جسمانی طہارت بھی ضروری ہے، وگرنہ نماز قبول نہ ہوگی اسی طرح قربانی کے لیے بھی تقویٰ بنیادی شرط ہے۔

جھکنے کی ضرورت

جب ہم اپنے جانور کو قربان گاہ کی طرف لے جا رہے ہوں گے

تو ہماری نظر اپنے جانور پر ہوگی۔ ہم اس کے محاسن کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہوں گے، کوئی اس کی تعریف کرے گا تو ہماری روح خوش ہو جائے گی، ہم زبان حال وقال سے کہہ رہے ہوں گے کہ ہم اپنی بساط کے مطابق بہترین جانور پیش کر رہے ہیں۔

آج ہمیں یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ کیا اس وقت ہمارا مالک بھی ہمیں دیکھ کر خوش ہو رہا ہوگا یا نہیں، جب ہماری نظر اپنے جانور پر ہوگی تو ہمارے رب کی نگاہ ہم پر ہوگی اسی لیے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ "نہ تو اللہ کو قربانی کا خون چاہیے اور نہ ہی گوشت بلکہ اللہ کو تمہارا تقویٰ چاہیے۔ (الحج:37)

ظلم حرام ہے

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَىٰ نَفْسِي فَلَا تَظَالَمُوا أَنفُسَكُمْ میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہے تو تم بھی آپس میں ظلم نہ کرنا۔ اسی ظلم کے تدارک کے لیے جانور کو ذبح کرتے وقت چھری کو تیز کر لینے کا حکم ہے تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو، جو اللہ ذبح کے لیے بھی احسن القتلہ (اچھے انداز میں ذبح کرنے) کا حکم دیتا ہے بھلا وہ کس طرح غیر متقی بن کر قربانی پیش کرنے کو جائز اور مقبول قرار دے سکتا ہے۔ میلے دل سے قربانی کرنا نہ صرف اس جانور پر زیادتی ہوگی بلکہ اپنے آپ اور اپنے زیر کفالت لوگوں پر بھی ظلم ہوگا کہ سب کے سب قربانی کے اجر سے محروم رہ جائیں گے اور اس راہ میں خرچ شدہ مال محض دنیاوی استفادہ (گوشت خوری) تک محدود ہو جائے گا اور روز قیامت "مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ" "کیسے مال کمایا اور کہاں خرچ کیا" کی صورت میں باز پرس بھی ہوگی۔

قربانی سے پہلے ٹریننگ

عید کے دن اللہ کے نزدیک قربانی سے زیادہ محبوب عمل کوئی نہیں ہوتا کیونکہ یہ قربانی کسی غیر اللہ کے لیے نہیں ہوتی بلکہ محض اللہ کی رضا وخوشنودی کے لیے ہوتی ہے، اس عمل کی مقبولیت کا انحصار تقویٰ پر ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس دن کی آمد سے اڑھائی مہینے پہلے اپنے بندوں کے لیے تقویٰ کی ٹریننگ کا اہتمام کرتے ہوئے روزے فرض کیے۔ ہمیں تقویٰ کے دنیاوی اور اخروی ثمرات سے آگاہ کرنے کے علاوہ اس کے عملہ مظاہر بھی دکھلائے۔ اہل خرد کے لیے اس میں یقیناً بہت بڑی نصیحت ہے۔

اللہ رحمٰن ورحیم ہے

قرآن میں ہے: إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ اگر تم سمیت سارا جہان کافر ہو جائے تو بھی اللہ تمام جہانوں سے غنی ہے۔ اسی طرح حدیث قدسی ہے: اگر تمہارے اگلے پچھلے جن وانس سب کے سب کافر ہو جائیں تو اللہ کی مملکت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

افسوس! ہمیں دنیا کی فکر ہے، مال کی فکر ہے، آنے والے وقت کی فکر ہے اگر نہیں تو آخرت کی فکر نہیں ہے جبکہ ہمارا خالق ہماری اخروی کامیابی کا خواہاں ہے۔ اس نے فرمایا: مَّا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا اگر تم شکر گزار مومن بن جاؤ تو اللہ تعالیٰ کو کیا پڑی ہے کہ وہ تمہیں عذاب دے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو بڑا قدردان علم والا ہے۔

قربانی سے پہلے خود احتسابی ضروری ہے

قربانی کرنے والوں کو قربانی کے لیے خریدنے والے جانور کے عیب دیکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے عیوب کا بھی مداوا کر لینا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ جانور تو بے عیب مل جائے مگر ہمارے اپنے نقائص کی وجہ سے قربانی نامقبول ٹھہرے، اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو ذَٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ۔

سلام کے مستحقین

اللہ تعالیٰ نے ان مقدس لوگوں کی قربانی کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا: سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ سلام ابراہیم پر اس آیت میں یہ پیغام ہے کہ اللہ کی راہ میں کما حقہ قربانیاں پیش کرنے والے حقیقی معنوں میں سلام کے مستحق ہیں۔

سیرت ابراہیمی کے درخشاں پہلو

قاری احسان الٰہی

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے احوال، کردار، لیل ونہار اور حسنِ معاشرت پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔ اسی طرزِ بیان کے پیشِ نظر اللہ احکم الحاکمین نے جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پوری کائنات کے انسانوں کے لیے نمونہ قرار دیا۔ ارشادِ ربانی ہے: قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ "یقیناً تمھارے لیے ابراہیم علیہ السلام ایک اچھا نمونہ ہیں" (الممتحنۃ:4) اس آیت مبارکہ میں أُسْوَةٌ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے اقتداء کرنا، پیروی کرنا اور یہ لفظ اس شخصیت پر بولا جاتا ہے جو شخص قابلِ اقتداء ہو۔

ذوالحجہ کا مہینہ کئی ایک ایمان افروز واقعات اور فکر انگیز لمحات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے جن واقعات ولمحات سے مسلمانوں کے دلوں میں صبر واستقامت، ایثار وقربانی، ہمدردی، خدمتِ خلق، ملنسار اور مہمان نوازی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

آج ہم گزری ہوئی یادوں میں سے ایک قابلِ تحسین شخصیت کی سیرت وکردار اور امتیازیت کے اسباب قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

شرک سے بیزاری

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کا سب سے نمایاں اور امتیازی وصف ان کا شرک وبت پرستی سے براءت وبےزاری اور واحد رب پر ایمان کی پختگی کی وجہ سے تھا۔ حالانکہ ابراہیم علیہ السلام جن حالات میں دنیا میں مبعوث کیے گئے، اس وقت قوم بتوں اور ستاروں کی پرستش کرتی تھی، انھی کے سامنے سجدہ ریزہ ہوتی اور انھیں کے سامنے جبین نیاز خم کرتی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی قوم کی یہ حرکات دیکھ کر سخت گھٹن محسوس ہوئی، ان کی فطرت سلیمہ نے ان کو توحید ربانی تک رہنمائی کی اور انھوں نے قوم کو ایک معبود کی عبادت کرنے کی دعوت دی اور خود شرک سے بےزاری اور بتوں سے اعلانِ جنگ کیا اور علی وجہ البصیرت حکمت ودانائی کے ساتھ اپنے والد کو بھی بتوں کی عبادت سے دور رہنے کی ترغیب دی اور ایک معبود کے سامنے سجدہ کرنے کی بات کی تو جن لوگوں کے دل زنگ آلود تھے انھوں نے مخالفت کی اور غضب کی انتہاء کردی، لیکن ابراہیم علیہ السلام استقامت کا پہاڑ بن کر جادۂ مستقیم پر قائم رہے اور تشنگانِ توحید کو بہرہ ور کرتے رہے۔

اطاعتِ الٰہی میں کامل یکسوئی:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی کو دیکھا جائے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساری زندگی احکامات الٰہی پر عمل پیرا ہونے کی سرتوڑ جستجو کرتے رہے۔ مصیبتیں اور پریشانیاں آئیں لیکن اپنے مشن کی آبیاری کے لیے ہمہ وقت مصروف رہے، حتی کہ قوم کی سخت سزاؤں کے باوجود صبر واستقامت کی چٹان بن کر رجوع الی اللہ کرتے نظر آتے ہیں اور آگ کے آلاؤ میں استقامت کی اعلیٰ مثال رقمطراز کرتے نظر آتے ہیں اور آزمائشوں میں پورے اترنے والے خود کو مرضی مولا کے تابع کردینے والے اور حکم ربانی پر اپنے محبوب بیٹے کی گردن پر چھری چلادینے والے اور اپنی امید وآرزوؤں کو اسی کے ساتھ وابستہ کرنے والے اور محبت الٰہی کا دم بھرنے والے جب تمام امتحانوں میں کامیاب رہے تو خود رب العالمین ان

کو خلیل اللہ کا لقب دیتا نظر آتا ہے اور پوری کائنات کے لیے رشد و ہدایت کا منبع و مصدر بنتا نظر آتا ہے۔

استغفار و انابت

اللہ تعالیٰ سے صد درجہ قربت کے باوجود ہر وقت یہ احساس ان کو روزہ کرتا رہتا کہ کہیں اللہ تعالیٰ کے حقوق و فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی تو نہیں ہو گئی۔ یہی احساس ان کو توبہ و استغفار اور رجوع الی اللہ پر آمادہ کرتا، ابراہیم علیہ السلام کو جب کوئی مصیبت و پریشانی آتی تو فوراً جبین نیاز کو دربار الٰہی میں جھکا دیتے اسی کیفیت کو قرآن یوں بیان کرتا ہے: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ "بیشک ابراہیم علیہ السلام بڑے نرم دل آدمی تھے اور ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرتے تھے۔" (ھود:75)

اس آیت میں لفظ مُنِيبٌ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے بار بار پلٹنا، رجوع کرنا، حضور قلبی اور اخلاص کے ساتھ اس سے اپنے اعمال کی کوتاہیوں سے معافی طلب کرنا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا جو تعلق قربت رب العالمین سے تھا اس کی مثال دیکھنے کو نہ ملتی تھی، آپؑ کے اسی رویے اور دعاؤں کے سلسلے کو اللہ تعالیٰ قرآن بنا کر نازل کر دیتے ہیں: رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (الممتحنۃ:5-4)

شکر کی صفت

حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہ صفت بدرجہ اتم موجود تھی کہ ان کا دل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے احسانات پر تشکر و امتنان کے جذبات سے لبریز رہتا تھا۔ کیونکہ بندہ جب اکرام و احسانات پر شکر کرتا ہے تو خشوع و خضوع اور اطاعت الٰہی مزید پروان چڑھتی ہے، ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے اس طرز عمل پر قرآن شاہد ہے: شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ "اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا تھا۔" (النحل:121)

والدین کے ساتھ حسن سلوک

ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والدین سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا ایک حلیم و طبع انسانی زندگی کے لیے پیکر تسلیم کیا جاتا ہے، جب انھوں نے شعور کی آنکھیں کھولیں تو شرک و بدعات، رسم و رواج، ظلم و زیادتی اور بت پرستی عروج پر تھی اور ان کا گھر خود بت پرستی کو عروج دینے میں معاون تھا لیکن ابراہیم علیہ السلام نے علم و حکمت، فہم و فراست اور دانش مندی کے ساتھ اپنے والدین کو انتہائی محبت و مودت اور دل سوزی کے ساتھ دعوت الی اللہ کی طرف رہنمائی کی۔ اسی طریقہ الفت و محبت کو مزید مترشح کرتے ہوئے رب تعالیٰ نے قرآن نازل کر دیا: يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ۝ (مریم:42)

آج سیرت ابراہیمی کو لوگوں تک پہنچانا لازمی امر ہے کیونکہ اس وقت ملک میں ادب و احترام کی رمق باقی نہیں رہی اور طوفان بدتمیزی عروج پر ہے، دوستوں اور کلیگ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جب کہ والدین کو طعنہ و تشنیع اور ادب سے گری ہوئی باتوں سے پکارا جاتا ہے، جبکہ یہی والدین جنت و جہنم میں لے جانے کا ذریعہ ہیں۔ ہمیں اپنے یمین و یسار اور اطراف عالم میں بکھری ہوئی قوموں کو ادب سے ہمکنار کرنا ضروری ہے تاکہ معاشرہ بہتر ہو اور طریقہ نبوی پر چل کر جنت کے وارث بنیں۔ ذیل میں اختصاراً سیرت ابراہیمی کے اچھوتے پہلو بیان کیے جاتے ہیں:

مہمان نوازی

سیدنا ابراہیم علیہ السلام بہت بڑے مہمان نواز اور ملنسار تھے، ان کے بارے میں البدایہ والنہایہ میں امام ابن کثیرؒ نے کہا ہے کہ: اول من الضیف اور بعض کتب میں یہاں تک ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کسی مہمان کو کھانے میں شریک کیے بغیر کھانا نہیں کھاتے تھے حتیٰ کہ دو دو میل تک تلاش کرتے تھے۔ (قصص الانبیاء، ثعلبی 87)

ان کے احوال کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اجنبی اور غیر اجنبی میں فرق نہیں کرتے تھے اور وہ آئے ہوئے مہمانوں کے لیے بہترین طعام پیش کرتے تھے، جیسے فرشتے اللہ کی طرف سے آئے تو انھوں نے بھنا ہوا بچھڑا ان کے سامنے رکھ دیا۔ ہمیں بھی ان آداب کا خیال رکھنا چاہیے اور ہمارے لیے زندگی کے زاویوں کو درست

کرنا اور مسافروں کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

حلیم و بردباری

حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہ صفت بدرجۂ اتم موجود تھی، جس پہلو کو قرآن مجید بہترین انداز سے بیان کیا ہے: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝ "ابراہیم بڑے رقیق القلب اور بردبار آدمی تھے۔"

(التوبة: ۱۱۴)

موجودہ معاشرے میں یہ صفت ناپید ہو چکی ہے، طلباء، علماء اور بڑے بڑے مرتبہ ومقام والے لوگوں کو اپنے بارے کوئی کلمہ سننا برداشت نہیں اور غصہ کی دلدل میں پھنستے چلے جاتے ہیں، اگر یہ رویہ اور یہ ادب ہمارے اندر پیدا ہو جائے تو واللہ! ظلم وزیادتی اور فساد و جھگڑے ختم اور آپس میں محبت و الفت ایمان کی چاشنی اور لذت محسوس کریں گے۔

صداقت شعاری

ایمان کی علامت صداقت ہے اور ایمان کی قوت اور پختگی سچائی میں ہے۔ ابراہیم علیہ السلام سچائی میں بھی مشعل راہ ہیں: إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا "بیشک وہ ایک سچے نبی ہیں۔" (مریم: ۴۰) سچائی انسان کو دنیاو آخرت میں کئی ایک پریشانیوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کی لازوال دولت سے ہمکنار فرمائے اور جدالانبیاء کے نقشِ قدم پر چلنے والا بنائے اور اپنے شب و روز کو نبوی منہج کے مطابق گزارنے اور اپنے معاشرہ کو ناسور گناہوں سے بچانے والا بنائے اور ہماری دینی کاوشوں کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ (آمین)

بقیہ: درس حدیث

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ أَتَى عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ. ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جس نے اونٹ کو ذبح کرنے کی غرض سے بٹھا رکھا تھا تو انھوں نے کہا کہ اس کا گھٹنہ باندھ کر کھڑا کرو یہی محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الحج باب نحر الابل مقیدة ج 8 ص 157 رقم الحدیث: 1713)

سیدنا جابرؓ بیان کرتے ہیں فَنَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ بَدَنَةً جَعَلَ يَطْعُنُهَا بِحَرْبَةٍ فِي يَدِهِ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ 63 اونٹ نحر کیے اور آپ اونٹوں کی گردنوں میں اپنے ہاتھ موجود چھوٹا نیزہ مارتے تھے۔ (مسلم کتاب الحج باب حجة النبی ج 4 جز 8 ص 150 رقم الحدیث: 1218)

اسلام بنیادی طور پر امن کا داعی ہے اور اس نے ہر اس کام کو سرانجام دینا حرام اور ناجائز قرار دیا ہے جو لوگوں کے لیے شر پہنچانے اور بدامنی کا باعث ہے۔ اگر اونٹ کو عام جانوروں کی طرح ذبح کرنے کا حکم دیا جاتا تو اس سے لوگوں کے لیے مشکلات پیدا ہوتیں اور وہ اس کے ساتھ ساتھ شر اور بدامنی کا بھی شکار ہو جاتے کیونکہ اتنے بڑے (اپنے اندر مادۂ شر رکھنے والے) جانور کو عام جانوروں کی طرح ذبح کرنا خطرے سے خالی نہیں تھا اور ایسے موقع پر کئی لوگوں کی جانیں چلی جاتیں یا ان کے جسمانی اعضاء کو نقصان پہنچتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر شفقت اور آسانی پیدا کرتے ہوئے اس کے ذبح کرنے کا طریقہ عام جانوروں سے مختلف مقرر فرما دیا تاکہ مخلوق اس حکم کی تعمیل کی بنا پر کسی مشقت اور بدامنی کا شکار نہ ہو۔ اگر انسان اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اسلام کے احکامات کو مدنظر رکھے تو وہ فتنے اور فساد سے با آسانی محفوظ رہ کر پرسکون زندگی گزارتے ہوئے معاشرے کو امن کا گہوارہ بنا سکتا ہے۔

درس قرآن

دارالعلوم تقویۃ الاسلام مدرسہ غزنویہ میں مورخہ 20 اکتوبر بروز سوموار بعد نماز از مغرب پروفیسر ڈاکٹر محمد زاہد صاحب نماز کی اہمیت کے موضوع پر درس قرآن ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

(منجانب: سید جنید غزنوی مہتمم دارالعلوم تقویۃ الاسلام 4 شیش محل روڈ لاہور 0313-4600183)

کتاب اور تنہائی

طاہر علی صارم

کتاب تنہائی کا بہترین ساتھی ہے اور یہ بات مثل مشہور ہے کہ خالی ذہن شیطان کا مسکن ہوتا ہے۔ تنہا آدمی اپنی روح کو گناہوں سے پاک وصاف کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے لو لگائے ہوئے بیٹھا ہوگا یا پھر اس کے ذہن میں عجیب وغریب اور خطرناک منصوبے چل رہے ہوں گے اسی لیے اکیلا آدمی بہت بڑا خطرہ سمجھا جاتا ہے۔ اگر انسان کسی مجلس ومحفل میں بیٹھا ہوگا تو اس کے سوچنے کا انداز اور ہوتا ہے اور تقریباً وہ تعمیری سوچ کا مالک ہوتا ہے۔ کتاب ایسا ذریعہ ہے کہ جس کی مدد سے آپ اپنا ذخیرہ الفاظ وسیع کر سکتے ہیں اور شگفتہ زبان پر عبور حاصل کر سکتے ہیں دنیا کے تمام بڑے لیڈروں اور مقرروں نے ادب سے جو فائدہ اٹھایا اس کی کہانی تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہے۔

آج اگر ہم حالات کے تناظر میں نظر دوڑائیں تو ہمارا معاشرہ تنہا لوگوں سے بھرا پڑا نظر آئے گا، ہر کوئی اپنی اس تنہائی کو ختم کرنے کے لیے اپنی پسند کے مطابق پیشہ اور طریقہ کار استعمال کرتا ہے۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو کتابوں سے دیوانگی کی حد تک محبت کرتے ہیں اور میں پورے وثوق سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کہ وہ مطالعہ میں اس قدر گم ہو جاتے ہیں کہ ان کو اپنے اردگرد کے حالات کی بھی خبر نہیں رہتی اور بعض اوقات انھیں کھانے تک کا احساس نہیں ہوتا کیونکہ مطالعہ میں ہی وہی مزا محسوس کر رہے ہوتے ہیں جو کھانے میں ہوتا ہے۔

کتاب تنہائی کا بہترین ساتھی ہوتا ہے جہاں دوسرے کام انسان کی تنہائی کو دور کرتے ہیں وہاں کتاب بھی یہ کام احسن انداز سے سرانجام دے سکتی ہے۔ جتنا کتاب کے ساتھ تعلق مضبوط ہوگا اتنی ہی انسان کی شخصیت تعمیری ہوگی اور انسانی گفتگو میں نکھار اور ایک عجیب قسم کی تبدیلی آئے گی کیونکہ پھر وہ ہر بات پر حوالہ دے گا جس سے اس کی گفتگو میں وزن ہوگا۔ یاد رکھیں زیر مطالعہ ایسی کتاب ہونی چاہیے کہ جس کو پڑھنے کے بعد انسان میں ایک تحریک پیدا ہو جو اس کو رونے، ہنسنے اور اس میں جدوجہد کا جذبہ پیدا کرے۔ کتاب پڑھنے کے بعد انسان اپنے علم میں بڑھوتری محسوس کرے ایک اچھا مصنف اس انداز سے کتاب لکھتا ہے کہ تمام مناظر سامنے آجاتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے سامنے فلم چل رہی ہے۔ اگر آج تک شیکسپیر کا نام زندہ ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ جب وہ تحریر لکھتا تو پڑھنے والے کی نظروں میں تصویر بن جاتی تھی۔

کتابیں انسان کی زندگی کو کیسے سنوار سکتی ہیں اور انسان کو ذلت کی پستیوں سے نکال کر اوج ثریا تک کیسے پہنچا سکتیں ہیں اس کا جواب لنکن کے اس مشورے میں مضمر ہے جو اس نے ایک ایسے نوجوان کو دیا تھا کہ جو کامیاب وکیل بننا چاہتا تھا لنکن اس نوجوان کو یوں جواب دیتا ہے: ''جہاں تک ممکن ہو سکے کتابوں کا بغور مطالعہ کرو اور ہر وقت کام میں منہمک رہو'' کتابوں کے مطالعے سے آہستہ آہستہ غیر شعوری طور پر آپ کی زبان اور خیالات کے اظہار کا طریقہ بہتر ہوتا ہے آپ کی گفتگو اور تحریر میں حسن و لطافت اور چاشنی پیدا ہو جائے گی۔

کتاب کی اہمیت

اگر کتاب کی اہمیت کی بات کی جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مبعوث فرمائے اور ان میں کتنے نبی اور رسول ایسے ہیں جن کو اللہ نے نوع انسان کی ہدایت کے لیے کتابیں یا صحیفے عطاء فرمائے تاکہ یہ ان کے ذریعے ان کی ہدایت کا کام کرتے رہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ کتاب وہ عظیم چیز ہے جس کے ذریعے بنی نوع انسان کی رشد وہدایت کا کام لیا جاتا رہا۔ کتنے ہی ایسے آدمی ہیں جو خود تو کسی کو تبلیغ نہیں کر سکتے لیکن کم از کم ایک اچھی کتاب خرید کر یہ کام بااحسن انداز سے سرانجام دے سکتے ہیں۔

شاپنگ سنٹر اور کتاب سنٹر

اگر شاپنگ سنٹر اور کتاب سنٹر پر رش کی بات کی جائے تو مقابلتاً آپ کو شاپنگ سنٹر اور ہوٹلوں پر زیادہ رش نظر آئے گا۔ آج ہم شاپنگ پر

اور مزے دار کھانوں پر ہزاروں لگا دیتے ہیں لیکن ہماری شاپنگ اور ترجیحات میں کتاب کا کوئی عمل دخل نظر نہیں آتا۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج تک ہم اپنے بچوں کی سالگرہ، دوست کی شادی پر کبھی کتاب کا گفٹ نہیں دیا ہم اپنے بچے کو بہترین اور مہنگے ترین کھلونے تو خرید دیتے ہیں مگر کبھی کتاب خرید کر دینے کی جسارت نہیں کی۔

جب ہم کبھی اپنے بچے کو کتاب خرید کر نہیں دیں گے تو اس میں مطالعہ کا شوق کیسے پیدا ہوگا؟ مجھے اپنے اُستاد کی ایک بات بڑی اچھی طرح یاد ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میرے اندر مطالعہ کا اور پڑھائی کا شوق کچھ اس طرح پیدا ہوا کہ میرے والد محترم اکثر اپنے پاس کتابیں رکھتے تھے جب بھی مجھے فارغ ٹائم مل جاتا تو میں کتاب کھول کر پڑھنا شروع کر دیتا تھا بلکہ جب سوتا تھا تو اپنے سینے پر کتاب رکھ کر سوتا۔ ظاہری بات ہے کہ بچہ جس چیز کو دیکھتا ہے اور جس طرح کا گھر کا ماحول ہوتا ہے وہ بڑا ہو کر ویسے ہی کرتا ہے اور ویسا ہی بننے کی کوشش کرتا ہے۔

کیا آج کے دور میں کتاب کی اہمیت ختم ہو گئی ہے؟

اگر ایک لحاظ سے بات کی جائے تو اچھے بھلے پڑھے لکھے لوگ یہ بات کہتے نظر آتے ہیں کہ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں انٹرنیٹ نے کتاب کی اہمیت کو ختم کر دیا ہے لیکن ایسی بات بالکل نہیں۔ ایک سینئر صحافی نے دارالسلام کے ڈائریکٹر عبدالمالک مجاہد سے یہی سوال کیا تو انھوں نے بہت خوبصورت جواب دیتے ہوئے کہا: ''کتاب کی اہمیت آج بھی ختم نہیں ہوئی اور نہ ہی لوگوں نے کتاب کو پڑھنا چھوڑا ہے لوگ کتابیں پڑھنا چاہتے ہیں لیکن آپ لوگوں کو ایک اچھی کتاب دیں وہ ضرور پڑھیں گے۔''

نوٹ: قرآن وہ کتاب ہے کہ جس کی اشاعت لاکھوں میں ہے اور اس کی ڈیمانڈ اتنی زیادہ ہے کہ ادارہ اس ڈیمانڈ کو پورا کرنے سے قاصر ہے آج دنیا میں کتنی ہی ایسی کتابیں ہیں کہ جن کی اشاعت لاکھوں میں ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ لوگ کتاب پڑھنا چاہتے ہیں مگر ایک اچھی کتاب۔

پاکستان میں بک ریڈنگ کا رجحان کم ہونے کی وجوہات؟

اگر بات کی جائے پاکستان کے لوگوں کی کہ وہ کتابیں کم کیوں خریدتے ہیں؟ تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہوگی کہ کتابیں مہنگی بہت زیادہ ہیں آج کے اس مہنگائی کے دور میں لوگ کتابیں پڑھیں یا پھر اپنے بیوی بچوں کے لیے روٹی کا بندوبست کریں۔ ایک مزدور جو صبح سے لیکر شام تک کام کرتا ہے وہ رات کو کس طرح کتاب پڑھے گا اگلی ایک اور وجہ کہ ہمارے ہاں خواندگی کی شرح بہت زیادہ کم ہے جس کی وجہ سے عوام میں شعور بھی کم ہے اگر ایک لحاظ سے بات کی جائے تو ہمارے ہاں ہر کوئی کتاب لکھنا چاہتا ہے تو غیر معیاری کتابیں ہونے کی وجہ سے بھی لوگ اس طرح رجحان کم ہی کرتے ہیں۔

امن وامان بہت بڑی نعمت ہے: خطاب

اگر معاشرہ پُرامن ہو تو اس میں زندگی بسر کرنے والے لوگ خوشحال رہیں گے اس سے آپس میں پیار و محبت بڑھے گا۔ معاشرے کا ہر فرد اپنی جان اور مال کو محفوظ پائے گا اور ہر شخص اپنے فرائض احسن انداز سے سرانجام دے گا۔ اسکے برعکس اگر معاشرہ پُرامن نہ ہو تو اس میں عصمت دری بھی ہوگی، دن دہاڑے اور رات کے اندھیرے میں اسلحہ کی نوک پر گھروں، گزرگاہوں اور ڈاکہ زنی کے واقعات عام ہوں گے۔ ان خیالات کا اظہار رہنما ظہر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ نے 28 ستمبر بروز اتوار میر خلیل الرحمن سوسائٹی (جنگ گروپ) کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے ''رنگ امن کے'' سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ سیمینار کے مہمان خصوصی چوہدری محمد سرور (گورنر آف پنجاب) تھے۔

انھوں نے مزید کہا کہ جو معاشرہ بدامنی کا شکار ہوتا ہے اس میں اختلاف وانتشار، فساد اور لاقانونیت عام ہوتی ہے۔ اس میں لوگ اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہو پاتے بلکہ حقوق وفرائض کی ادائیگی میں واضح طور پر خلل نظر آتا ہے۔ آخر میں انھوں نے کہا اگر حکومت امن چاہتی ہے تو خلفائے راشدین کا طرز عمل اختیار کر کے رعایا کے امن وامان کو یقینی بنائے

(رپورٹ: وقار عظیم بھٹی)

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH
CPL-104
LAHORE

پس اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو (القرآن)

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی

اجتماعی گائے کی قربانی ان شاء اللہ

حصہ فی کس
9500
کمی بیشی بعد میں

قربانی کی کھالوں کا بہترین مصرف طلباء جامعہ اہلحدیث لاہور

خصوصیات

سنت نبوی ﷺ کے مطابق صحت مند اور بے عیب اور عمدہ جانور ذبح کیے جائیں گے۔ اور اعلیٰ قسم کے قصائی کی خدمات بہترین پیکنگ کا انتظام بھی ہوگا۔ پوری گائے بھی بک کی جاتی ہے اور مستحقین میں گوشت تقسیم کرنے کا انتظام بھی موجود ہے۔ قربانی کی کھالیں دیتے وقت جامعہ کے مسافر طلباء کو ضرور یاد رکھیں

نوٹ
جامعہ کا سالانہ خرچ تقریباً ایک کروڑ چودہ لاکھ روپے سے تجاوز کر چکا ہے

جو حضرات کھال نہ پہنچا سکیں وہ فون پر اطلاع دیں ہمارا نمائندہ حاضر ہو کر کھال وصول کرے گا رسید ضرور حاصل کریں

ترسیل زر
UBL یو بی ایل بینک
چوک دالگراں

نوٹ: قربانی پہلے اور دوسرے دن ہوگی

رابطہ کیلئے

042-7656730
0300-8001913
0300-9476230
0301-4167882

جامع مسجد القدس اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

مولانا محمد یونس خلیق

0321-8429806-0300-4122318